ISBN No. 978-969-9266-04-1

مسلسل اشاعت کا ۳۰ واں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

جلد : 30 — شمارہ : 10

اکتوبر ۲۰۱۰ء / شوال المکرم ۱۴۳۱ھ

ہدیہ فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/300 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: 30 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔ زرِتعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار / مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرست

مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں۔ مقالہ تحقیقی مع حوالہ جات ہو، ۵ صفحات سے زیادہ نہ ہو، کسی دوسرے جریدے یا ماہنامے میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق و تصنیف کرے گی۔ (ادارتی بورڈ)

طوبےٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

طوبےٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعتِ نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق و فاروق و عثماں، حیدر ہر اِک اُس کی شاخ

شاخِ قامت شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب ہیں
سنبل، نرگس، گل پنکھڑیاں قُدرت کی کیا پھولی شاخ

اپنے اِن باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ

یادِ رخ میں آہیں کرکے بن میں مَیں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اول و آخر زیبِ فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل، غنچہ، جڑ، پتی، شاخ

آلِ احمد خُذْ بِیَدِیْ یَاسَیِّدْ حَمْزَہْ کُنْ مَدَدِیْ
وقتِ خزانِ عمرِ رضاؔ ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

نذرانۂ عقیدت بہ حضور اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

آرزوئے گوہر

شاعر: ارتضیٰ حسین گوہر

یہ انتخاب بھی کیا خوب ہے رضا کے لیے
خدا نے اُن کو چُنا عشقِ مصطفیٰ کے لیے

وہ شاہ جس نے کبھی تاج تک نہیں پہنا
خزانہ اس کا تھا ہر بے کس و گدا کے لیے

خدا نے جس کی ثنا کی، وہ فخر کون و مکاں
اِک آئینہ تھا بدن اس کا آشنا کے لیے

الٰہی! تیری رضا کے لیے اِک اور رضا
جو خود کو وقف کرے مدحِ مصطفیٰ کے لیے

طریقِ حُبِّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ہم کو سمجھائے
ترس رہے ہیں قدم ایسے رَہ نُما کے لیے

ہے قرض ہم پہ تہِ دل سے احترامِ رضا
زمانہ پاس گیا جس کے، اِک دعا کے لیے

بریلی جا کے سناؤں یہ منقبت اپنی
ہے آرزو دلِ گوہر کی اِک جِلا کے لیے

اپنی بات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رضویات کے رجالِ ثلاثہ کی رحلت

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز نے آج سے ۹۰ سال قبل اتنا بڑا علمی خزانہ یادگار چھوڑا ہے کہ جس کو ثقہ رجال ایک صدی سے جمع کرنے اور عوام و خواص تک ابلاغ و ترسیل کی کوشش کر رہے ہیں۔ تحشی اور تخریجات کے ساتھ ان پر تصنیفی کام بھی ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور تحقیقی مقالات اور جامعات میں پی۔ ایچ۔ ڈی تھیسس بھی لکھی جا رہی ہیں لیکن ہنوز ان کے اثاثۂ العلمی کا کچھ ہی حصہ سامنے آسکا ہے۔ اگر اس صدی کے ایسے علمائے رضویات کا تذکرہ کر لیا جائے تو رضویات کے باب میں یہ بھی ایک اہم قدم ہوگا۔ اس فہرست میں اوّل ان کے ہم عصر علما و مشائخ کی بہت بڑی تعداد ہے، اس کے بعد اگر ان کے خلفا کی خدمات جمع کی جائیں تو یقیناً ایک بڑا علمی ذخیرہ جمع ہو جائے گا، پھر ان خلفا کے خلفا اور ان کی اولاد کے علمی کارنامے جو انھوں نے تعلیمات و فکرِ رضا کے فروغ کے سلسلے میں انجام دیے، وہ بھی ہماری تاریخ کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی اولاد کی خدمات، بالخصوص حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں اور مفتیِ اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی خدمات بھی قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت مفتیِ اعظم ہند کے سینکڑوں خلفا اور شاگردوں نے تعلیماتِ رضا کے فروغ اور مسلکِ رضا کے ابلاغ میں اہم کردار ادا کیا اور حال ہی میں واصل بہ حق ہوئے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالرّحیم بستوی جنھوں نے بریلی کے اندر امام احمد رضا کے قائم کردہ مدرسہ منظرِ اسلام اور مرکزی دارالافتا میں تدریس اور صدر مفتی کے فرائض انجام دیے اور اپنے فتاوٰی مین امام احمد رضا کے فتاوٰی کو بنیادی مآخذ بنایا، ۵۲ سال خدمات انجام دینے کے بعد ۱۵/اگست ۲۰۱۰ء کو انتقال فرماگئے۔ استاذ الفقہا عمدۃ المحققین حضرت علامہ بستوی علیہ الرحمۃ (مولود یکم جولائی ۱۹۳۶ء) مرکزی دارالافتا بریلی شریف، مؤسسہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں مدظلہ العالی میں حضرت کے نائب کی حیثیت سے گزشتہ تقریباً ۲۵ برس (۱۹۸۴ء) سے افتا کے فرائض بحسن و خوبی انجام دے رہے تھے۔ آپ نے امامِ نحو صدر العلما حضرت علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی قدس اللہ سرہ العزیز کی زیرِ نگرانی (۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۱ء) درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۱ء میں حضور مفتیِ اعظم ہند حضرت علاّمہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں

قادری رضوی نوری نور اللہ مرقدہٗ کے دارالافتا معنون بہ رضوی دارالافتا میں فتوٰی نویسی کی تربیت حاصل کی۔ یہاں آپ ۱۹ سال فتویٰ نویسی کی ماحیین خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے ۵۲سال فتویٰ نویسی کی۔ فقہی جزئیات اور فتاوائے رضوی کے مباحث آپ کو ایسے مستحضر تھے کہ ایک ہی مسئلے میں کئی کئی جزئیات برجستہ نقل کروادیتے تھے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ السامی کے متعدد مخطوطات اور حواشی نقل کرکے نہ صرف محفوظ کردیے بلکہ انہیں اشاعت و ابلاغ کے لیے اہل افراد تک پہنچایا۔ ہمارے ادارہ، مولانا اسلم رضا تحسینی قادری زید مجدہٗ اور دیگر اداروں کو حاشیۂ ردّ المحتار آپ ہی کی عنایت سے ملے۔ افسوس کہ علومِ اسلامی اور تعلیماتِ رضا کا یہ پیکر جو سادگی اور درویشی کا نمونہ تھا، ۴رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ / ۱۵راگست ۲۰۱۰ء کو اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعہ۔ ۵۲سالہ دورِ فتاویٰ نویسی میں تحریر شدہ فتاوٰی کے ۱۵۰ضخیم رجسٹر ہیں جو اہلِ علم کے لیے طباعت کے منتظر ہیں۔

دوسرے، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری علیہ الرحمہ (مولود ۱۹۳۳ء) جنھوں نے فروغِ رضویات کے لیے بہت زیادہ کردار ادا کیا اور آپ کا وصال ۱۵ررمضان المبارک ۱۴۳۱ھ / ۲۶راگست ۲۰۱۰ء کو ہوا۔ علامہ اویسی علیہ الرحمۃ کی ذاتِ مبارکہ برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے علماے اہلِ سنّت میں معروف و مشہور ہے، کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ آپ صاحبِ کتبِ کثیرہ ہین، چھوٹی بڑی کتابیں اور کتابچے ملاکر آپ کی تصانیف کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق ۴ہزار سے زائد ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے حوالے سے متعدد مقالات تحریر فرمائے ہیں۔ متعدد عربی و فارسی کتب کے اردو تراجم بھی کیے ہیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ابلاغ و اشاعت اور بدمذہبوں کے ردّ و ابطال میں ان کے تحریری کارنامے قابلِ تحسین و تقلید ہیں۔ آپ کو جہاں حضرت غزالیٔ زماں حضرت علّامہ احمد سعید کاظمی اور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری رضوی حامدی نوری علیہم الرحمۃ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے، وہیں آپ کو مفتیِ اعظم حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہ سے خلافت و اجازات کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ حدائقِ بخشش کی ۲۵ جلدوں میں شرح آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ بقول ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ، اویسی صاحب نے کلامِ رضا کے جن پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، وہ ایک ادیب و دانشور کے لیے ممکن نہ تھے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی علومِ حدیث و تفسیر کی خدمات

کے حوالے سے بھی انہوں نے پر مغز مقالات تحریر کیے جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ فقہ و حدیث اور علومِ اسلامیہ کے آپ جیّد عالم تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر انہی علوم کی خدمت میں بسر کی۔ گذشتہ دو سالوں سے شدید بیماری کے باوجود آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ آپ جامعۂ اویسیہ رضویہ، بہاولپور (موسسہ ۱۹۶۷ء) کے بانی، مہتمم، صدر مدرس اور شیخ الحدیث والتفسیر تھے۔ ''فیضِ عالم'' کے نام سے ایک ماہنامہ بھی نکال رہے تھے، ہزاروں سوگواروں کے جھرمٹ میں آپ کو جامعہ اویسیہ رضویہ کے احاطے میں سپردِ خاک کیا گیا۔

تیسری شخصیت حضرت علّامہ مولانا مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری نوری علیہ الرحمہ کی ہے جنھوں نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کو سامنے رکھتے ہوئے ''عمدۃ القرآن فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ تینوں مذکورہ حضرات مفتیِ اعظم کے خلفا میں سے تھے اور ایک ماہ کے اندر اندر تینوں خدماتِ دین انجام دے کر آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے ثقہ علما ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں۔ ایسے میں علما سے گزارش ہے کہ یہ دور میڈیا کا دور ہے، آپ اپنی بات لحہ بھر میں پوری دنیا کے سامنے پہنچا سکتے ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا پر جانے اور دوسروں کے مقابل بیٹھنے کے لیے ہمارے نوجوان علما اپنے آپ کو علمی اعتبار سے مضبوط کریں اور امام احمد رضا کی کتب کا بغور مطالعہ کریں۔ آپ کسی مسئلے میں اگر ۱۰ کتب دیکھنے کے خواہش مند ہیں تو امام احمد رضا کی کتب بینی میں آپ دس نہیں، ۲۵ سے زیادہ قدیم کتب کے حوالے پالیں گے اور مسئلے کا حل بھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے نوجوان علما کو امام احمد رضا سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حقانیت لوگوں کے سامنے اجاگر ہوسکے۔

قارئین کرام! جہاں تک ہمارا علم ہے، دورِ حاضر میں امام احمد رضا کا نہ تو کوئی شاگرد بقیدِ حیات ہے اور نہ کوئی خلیفہ۔ البتہ آپ کے صاحب زادگان کے چند معمر خلفا ابھی بقیدِ حیات ہیں مثلاً پاکستان میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوداؤد محمد صادق قادری نوری مدظلہ العالی، حضرت علامہ مولانا حسن علی رضوی میلسی مدظلہ العالی، سیّد مراتب علی شاہ اور سیّد شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ جیسی علمی و روحانی شخصیات باقی رہ گئی ہیں جن سے موجودہ نوجوان علما علمی استفادہ کرکے اپنے علم کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

زکوئے مغاں رُو مگرداں کہ آنجا
فروشند مفتاحِ مشکل کشائی

تفسیر رضوی

سورة البقرة

معارفِ قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

گذشتہ سے پیوستہ — مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

(۲۵۳) تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ☆۔

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا؛ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا، اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے انکے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہوگیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے۔

﴿۵۰﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ائمہ فرماتے ہیں: اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی۔ کما نص علیہ البغوی والبیضاوی والنسفی والسیوطی والقسطلانی والزرقانی والشامی والحلبی وغیرهم واقتصار الجلالین دلیل انه اصح الاقوال لالتزام ذلک فی الجلالین ۔ اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہورِ افضلیت وشہرت سیدت کی طرف اشارہ تامہ ہے۔ یعنی یہ وہ نام ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقیر کہتا ہے اہلِ محبت جانتے ہیں کہ اس ابہام نام میں کیا لطف ومزہ ہے۔

ع۔ اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

شعر۔ مژدہا اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید

ع۔ کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

(تجلی الیقین۔۳۳)

۴۱۹۱۔ عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: فضلت على الانبياء بست ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں چھ باتوں میں تمام انبیاء کرام پر فضیلت دیا گیا۔

۴۱۹۲ ۔ عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنهما قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : اعطيت خمسا لم يعطهن احد من قبلى ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔

۴۱۹۳۔ عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : فضلت على الانبياء بخصلتين ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا۔

۴۱۹۴۔ عن عبادة بن الصامت رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ان جبرئيل بشرنى بعشر لم يؤتهن نبى قبلى ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرئیل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

﴿۱﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ان سب احادیث میں نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہیں، کسی میں کچھ فضائل شمار کیے گئے، کسی میں کچھ، کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائینگی، یا دو یا دس میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر، حاشاللہ، ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور، بلکہ حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عموماً اطلاقاً انہیں تمام انبیاء و مرسلین وخلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام وعام مطلق ہے، کہ جو کسی کو ملا وہ سب انہیں سے ملا اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا؟ کس کے ہاتھ سے ملا؟ کس کے طفیل میں ملا؟ کس کے پرتو سے ملا؟ اسی اصل ہر فضل ومنبع ہر جود وسرا ایجاد وتخم وجود سے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۱۱۷)

(۲۵۵) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔☆

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا؛ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند؛ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں؛ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے؛ حکم کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے، اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے؛ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان و زمین؛ اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی؛ اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔

﴿۵۱﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قولِ الٰہی: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ نے اس جانب اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ماذون بالشفاعت ہیں۔ وہی اس کا دروازہ کھولنے والے ہیں۔ نہ کوئی اور ان کے سوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو گویا پوچھنے والے نے ان دونوں کے ساتھ تخصیصِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں شفیع کے لیے اس سے چارہ نہیں کہ وہ مطلع ہو اور ہر اس چیز کے کہ صادر ہوئی اور صادر ہوگی ان سے کہ جن سے شفاعت کرے اور ان کے ایمانی مراتب اور اعمال باطنہ وظاہرہ پر آگاہی رکھے تاکہ ہر وہ شخص جو کہ شفاعت کیے جانے کا اہل ہوتا کہ جان لے کہ ہر اس شخص کو جو شفاعت کا سزاوار ہے اور یہ کون سی قسم شفاعت کافی نفسہ محتاج ہے اور کون سی شفاعت بارگاہِ الٰہی میں اس کے لیے قابلِ امداد ہے۔ کیونکہ شفاعت کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس کے لیے مواقع اور مقامات ہیں، تو جو اسے نہ جانے اس کے کام کی بصیرت نہ ہوگی۔

﴿حواشی وحوالہ جات﴾

۴۱۹۱۔ المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ۴۱۲
☆ مشکل الآثار للطحاوی، ۱/ ۴۵۱
☆ السنن الکبری للبیهقی، ۲/ ۴۳۲
☆ دلائل النبوة للبیهقی، ۵/ ۴۷۲
☆ التفسیر للبغوی، ۱/ ۲۶۶
☆ مجمع الزوائد للهیثمی، ۸/ ۲۶۹
۴۱۹۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب التیمم ۱/ ۴۸
☆ الصحیح لمسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، ۱/ ۱۹۹
☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۳/ ۳۰۴
☆ السنن الکبری للبیهقی، ۱/ ۲۱۲
الدر المنثور للسیوطی، ۵/ ۲۳۷
☆ البدایة والنهایة لابن کثیر، ۶/ ۲۹۱
۴۱۹۳۔ مجمع الزوائد للهیثمی، ۸/ ۲۲۵
☆ فتح الباری للعسقلانی، ۱/ ۴۳۹
۴۱۹۴۔ مجمع الزوائد للهیثمی، ۱۰/ ۱۶۰
☆ فتح الباری للعسقلانی، ۱۱/ ۲۶۳

﴿جاری ہے......﴾

گذشتہ سے پیوستہ

۵۔ تبلیغ وعمل

معارفِ حدیث من افاضاتِ امام احمد رضا

کتاب العلم

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

﴿٦﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے، فتنہ و فساد پیدا کرے تو اسکا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے (یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ یَبْغُوْنَہَا عِوَجًا) میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اسمیں کجی چاہتے ہیں۔ مسلمانون پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں اور گمراہ گروں بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں (خلافت کمیٹی والوں) یا جسکا فتنہ اٹھتے دیکھیں سدِ باب کریں ، وعظِ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں ، اشاعتِ رسائل کی حاجت ہو اشاعت کروائیں، حسبِ استطاعت اس فرضِ عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی، وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ فتاوٰی رضویہ حصہ دوم ۹/۲۸۶۔

(۱۴) بہت سے عالم غیر فقیہ ہوتے ہیں:

٢٦٤ ـعن أنس بن مالك رضي الله تعالیٰ عنه قال :قال رسو ل الله صلی الله تعالی علیه وسلم : نَضَّرَاللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَا لَتِی فَوَعَا هَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّیْ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَیْرُ فَقِیْهٍ وَّ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلیٰ مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسکو خوب یاد کرلیا پھر دوسروں تک پہنچادیا، کیوں کہ بہتیرے وہ ہیں کہ فقہ کے حامل و حافظ وراوی ہیں مگر خود اسکی سمجھ نہیں رکھتے اور بہتیرے حاملانِ فقہ ان کے پاس فقہ لے جاتے ہیں جو ان سے زیادہ اسکی سمجھ رکھتے ہیں۔

و فی الباب عن زید بن ثابت وعن جبیر بن مطعم وعن عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین۔

﴿٧﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

امامِ اجل سلیمان اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم غزیر و فضل کبیر خیال کیجیے۔ جو خود سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردِ جلیل الشان اور اجلہ ائمہ تابعین اور تمام ائمہ حدیث کے استاذ الاساتذہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی شافعی اپنی کتاب خیرات الحسان میں فرماتے ہیں: کسی نے ان امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ مسائل پوچھے۔ ہمارے امامِ اعظم، امام الائمہ، مالک الازمہ، سراج الامہ، سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس زمانے میں انہیں امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے اس وقت حاضر مجلس تھے۔ امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے امام نے فوراً جواب دیے امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا: ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمادیں۔ امام اعمش نے فرمایا:

حسبک ما حدثتک به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة، ما علمت انک تعمل بهٰذه الاحادیث، یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة، وانت ایهاالرجل اخذت بکلا الطرفین.

بس کیجیے، جو حدیثیں میں نے آپکو سو دن میں سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے دیتے ہیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں اے فقہ والو! تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں، اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لیے۔ والحمدللہ۔

یہ تو یہ، خود ان سے بھی بدرجہا اجل واعظم انکے استاذ اکرم واقدم امام عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے پانچ سو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا۔ حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، ابو ہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عمران بن حصین، جریر بن عبداللہ، مغیرہ بن شعبہ، عدی بن حاتم، امام حسن، اور امام حسین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت اصحابِ کرام کے شاگرد اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ ہیں، جنکا پایۂ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے، بیس سال گزرے ہیں؛ کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہ پہنچی جسکا علم مجھے اس سے زائد نہ ہو ایسے امامِ والا مقام بآں جلالتِ شان فرماتے:

انا لسنا بالفقهاء ولکنا سمعنا الحدیث فرویناه للفقهاء من اذا علم عمل۔

ہم لوگ فقیہ ومجتہد نہیں ہیں۔ ہمیں مطالبِ حدیث کی کامل سمجھ نہیں۔ ہم نے حدیثیں سن کر فقیہوں کے آگے روایت کردی ہیں۔ جو ان پر مطلع ہو کر کارروائی کریں گے۔ نقله الذهبی فی تذکرة الحفاظ، مگر آج کل کے حضرات کو اپنی یاد وفہم، اپنے دو حرفی نام علم پر وہ اعتماد ہے جو ابلیسِ لعین کو اپنی اصل آگ پر تھا کہ دو حرف رٹ کر ہر امام امت کے مقابل ''انا خیر منہ'' کی بینٹی گھمانے کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم۔

(۱۵) صاحبِ رائے اپنے دل سے فتویٰ لے:

۲٦٥۔ عن وابصة بن معبد الجهنی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: اِسْتَفْتِ نَفْسَکَ وَاِنْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ۔

حضرت وابصہ بن معبد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ لے خواہ مفتی تجھے کچھ بھی فتویٰ دیتے رہیں۔

﴿۷﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کے حق میں کثرت رائے کا کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ ذی رائے ہے تو اپنی رائے کا اتباع کرے اگرچہ تمام رائے دہندہ خلاف پر ہوں۔ اور غیر کے لیے بھی یہی ہے جو ان میں افقہ واعلیٰ واورع ہو اسکی رائے پر چلے اگرچہ وہ اکیلا اور اسکے خلاف پر کثیر ہوں۔ کما فی معین الاحکام۔

فتاویٰ رضویہ ۷/۴۸۱۔

﴿حوالہ جات﴾

۲٦۲۔ الفردوس للدیلمی، ۳/۲۰٦
☆ اتحاف السادة للزبیدی، ۳/ ۱۲۳
☆ کنز العمال للمتقی، ۲۹۰۱٦، ۱۰/ ۱۹۳
۲٦۳۔ کنز العمال للمتقی، ۹۰۳، ۱/ ۱۷۹
☆ لسان المیزان لابن حجر، ٥/ ۹۱۱
۲٦٤۔ الجامع للترمذی، العلم، ۲/ ۹۰
☆ السنن لابی داوٗد، العلم، ۲/ ٥۱٥
☆ المسند لاحمد بن حنبل، ٥/ ۱۸۳
☆ السنن لابن ماجة المقدمة، ۱/ ۲۱
☆ المستدرک للحاکم، ۱/ ۸۷
☆ اتحاف السادة للزبیدی، ۸/ ٤٦٤
☆ کنز العمال للمتقی، ۲۹۱٦۳، ۱۰/ ۲۲۰

﴿جاری ہے......﴾

مسائل نماز

ماخوذ از فتاویٰ رضویہ

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ:

از بگرام ضلع ہردوئی محلہ میدانی پورہ مرسلہ حضرت سیّد ابراہیم صاحب مارہروی ۲۰ صفر ۱۳۱۱ھ۔

امام نماز ظہر یا عصر یا عشاء پڑھتا ہے اور ایک یا دو رکعت پڑھ چکا ہے کہ دوسرا شخص آکر شامل ہوا تو بعد ختم ہونے نماز کے یہ مقتدی اپنے رکعاتِ باقیہ جو پڑھے تو اس میں فاتحہ و سورت قراءت کرے یا بقدر پڑھنے فاتحہ و سورت کے ساکت رہ کر رکوع و سجود بجالائے تشریحاً لکھا جاوے اور اسی طرح اگر مسافر نمازیں مذکور نصف پڑھ کر ختم کرے تو مقتدی فاتحہ پڑھے یا بقدر قرأت ساکت رہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

صورتِ اولیٰ میں مقتدی کہ بعد سلام امام رکعت اولیٰ یا اولین قضا کرے فاتحہ و سورت وجوباً پڑھے کیونکہ وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنے رکعات میں مثل منفرد، اور منفرد پر قرأت لازم، اور صورت ثانیہ میں مقیم کہ بعد سلام مسافر رکعتین اخیر تین ادا کرے بجائے قرأت ساکت رہے کہ وہ ان رکعات میں لاحق ہے اور لاحق حکماً مقتدی، اور مقتدی کو قرأت ممنوع،

فی الدر المختار اللاحق من فاتتہ الرکعات کلھا او بعضھا بعد اقتدائہ کمقیم بمسافر وحکمہ کمؤتم فلا یأتی بقرأۃ ولا سھو والمسبوق من سبقہ الامام بھا او ببعضھا وھو منفرد حتی یثنی و یتعوذ و یقرؤ فیما یقضیہ فمدرك رکعۃ من غیر فجر یأتی برکعتین بفاتحۃ و سورۃ وتشھد بینھما وبرابعۃ الرباعی بفاتحۃ فقط اھ[1] ملتقطا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

ترجمہ:

"درمختار میں ہے لاحق وہ مقتدی ہوتا ہے جس کی اقتدا کے بعد تمام یا بعض رکعتیں (امام سے) رہ جائیں جیسے کہ کسی مقیم نے مسافر کی اقتدا کی، اس کا حکم مقتدی کی طرح ہی ہے وہ قرأت نہیں کرے گا اور نہ ہی سجدۂ سہو کرے گا، اور مسبوق وُہ ہوتا ہے جس سے پیشتر امام سب رکعتیں یا بعض رکعتیں ادا کرچکا ہو اس کے بعد شریک ہو وہ مسبوق منفرد کی طرح ہوتا ہے حتی کہ وہ ثناء سبحٰنک اللھم الخ اور تعوذ پڑھے گا بقیہ رکعتوں میں قرأت بھی کرے گا۔ فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو (۲) رکعتوں کو فاتحہ اور سورت کے ساتھ ادا کرے اور ان کے درمیان قعدہ بھی کرے، اور چار رکعتی نماز میں چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ ہی پڑھے اھ ملتقطا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد:۷، صفحات:۲۴۱ تا ۲۴۲)

---

[1] درمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ، مطبع مجتبائی دہلی، ۸۶/۱

فرشتوں کی پیدائش اور موت کا بیان

تخلیقِ ملائکہ

مسمّٰی بہ اسمِ تاریخی "اَلْهِدَايَةُ الْمُبَارَكَةُ فِيْ خَلْقِ الْمَلٰٓئِكَةِ (۱۳۱۱ھ)"

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[نوٹ: بعض حواشی میں "نعمانی" لکھا ہوا ہے، جس سے مراد علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب (انڈیا) ہیں۔]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

از کلکتہ دھرم تلہ نمبر ۶، مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۷/رجب ۱۳۱۱ ہجری۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ملائکہ کیونکر پیدا ہوتے ہیں اور موت ان کو مثل انسان لاحق ہوتی رہتی ہے یا جس وقت سب مخلوق فنا ہو گی اس وقت فنا ہوں گے۔ بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

الجواب

۱۔ بیہقی شُعَبُ الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورِ پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد کو بنایا، ملائکہ نے عرض کیا، 'الٰہی! تو نے انھیں پیدا کیا، کھاتے ہیں، پیتے ہیں، جماع کرتے ہیں، سوار ہوتے ہیں، تو ان کے لیے دنیا کر، ہمارے لیے آخرت'، ربّ عزوجل نے فرمایا:

'لَآ اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهٗ بِيَدِيْ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ۔'

ترجمہ: 'میں نہ کروں گا اسے جس کو میں نے اپنے ہاتھ[1] سے بنایا اور اپنی روح اس میں پھونکی اس کے مثل جسے میں نے فرمایا "ہو" سو وہ ہو گیا'۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کی پیدائش آدمیوں کی طرح بتدریج نہیں کہ مٹی خمیر ہوا کی پھر تصویر بنی پھر روح ڈالی گئی یا پہلے نطفہ تھا پھر خون کی بوند، پھر گوشت کا ٹکڑا پھر اعضا کی کلیاں پھوٹیں پھر صورت بنی پھر روح پڑی، بلکہ وہ[2] کلمۂ "کُنْ" سے پیدا کیے گئے۔

1۔ مراد دستِ قدرت، ۱۲ نعمانی۔

2۔ یعنی ملائکہ۔

۲۔ حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہٖ فرماتے ہیں:

"خلقت الملئکة من نور و خلق الجانّ من نار و خلق اٰدم مما وصف لکم۔"

ترجمہ: "ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جن آگ کے لُو کے[3] سے جس میں دھواں ملا ہوا تھا اور آدم اس چیز سے جو تمھیں بتائی گئی۔" یعنی سیاہ و سفید و سرخ مٹی سے،

کما عند ابن سعد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وھذا رواہ الامام احمد و مسلم عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔

۳۔ عبد الرزاق اپنے مصنف میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ (الیٰ قوله) فلما اراد اللہ ان یخلق الخلق قسم ذالك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة[4] العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملئکة، الحدیث۔

ترجمہ: "اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے کیے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کیے پہلے سے ملائکہ حاملانِ عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی فرشتے پیدا کیے۔"

۴۔ علامہ فاسی مطالع المسرّات میں زیر قول "دلائلُ التقدم من نور ضیائك"، ناقل:

"قد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویة المقدسة لمعة من نورہ والملئکة شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اوّل ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شئ۔"

ترجمہ: "یعنی امام اشعری فرماتے ہیں اللہ عزّوجل نور ہے نہ مثل اور انوار کے اور روحِ پاکِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے نور سے ایک چمک ہے اور فرشتے ان کے نور کے شرارے ہیں، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا کی۔"

۵۔ ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا، "خلقت الملئکة من نور العزة"، ترجمہ: "فرشتے نورِ عزّت سے بنائے گئے۔"

۶۔ وہی یزید بن رومان سے راوی کہ انھیں خبر پہنچی، ان الملئکة روح خلقت من روح اللہ، کہ ملائکہ ربانی روح سے پیدا کیے گئے۔

3۔ یعنی شعلے سے۔

4۔ رضا اکیڈمی، ممبئی کے نسخے میں لفظ "حملة" شایع ہونے سے رہ گیا تھا۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

اقول غالباً اس احتمال کی شرح وہ ہے جو امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں ہر سر میں ستر ہزار چہرے، ہر چہرے میں ستر ہزار دہن، ہر دہن میں ستر ہزار زبانیں ہر زبان میں ستر ہزار لغت۔

یسبح اللہ تعالیٰ بتلک اللغات کلھا یخلق من کل تسبیحۃ ملک یطیر مع الملئکۃ الی یوم القیٰمۃ۔

ترجمہ: "وہ ان سب لغتوں سے (کہ ایک لاکھ ارسٹھ ہزار ستر جگہ مہاسنکھ ہوئے جس کی کتابت یوں ہے کہ ۱۶۸۰۷۰ لکھ کر دہنے ہاتھ کو بیس صفر لگا دیجیے) اللہ عزوجل کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک ملائکہ کے ساتھ پرواز کرے گا۔" ذکرہ الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری من کتاب التفسیر، والامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر۔

ثعلبی نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ روح ایک ملک عظیم ہے آسمان وزمین وجبال وملائکہ سب سے، اس کا مقام آسمان چہارم میں ہے۔

یسبح کل یوم اثنی عشر الف تسبیحۃ یخلق من کل تسبیحۃ ملک۔

ترجمہ: "ہر روز بارہ ہزار تسبیحیں کہتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔"

یہ روح نامی فرشتہ روزِ قیامت تنہا ایک صف ہوگا اور باقی سب فرشتوں کی ایک صف۔ ذکرہ الامام البغوی فی المعالم تحت قولہ تعالیٰ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا، والامام العینی فی العمدۃ تحت قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح۔

۷۔ مروی ہوا:

"ان فی السماء الدنیا وھی من ماء ودخان، ملئکۃ خلقوا من ماء وریح علیھم ملک یقال لہ الرعد وھو ملک موکل بالسحاب والمطر۔"

آسمان دنیا میں کہ پانی اور دھوئیں کا بنا ہے، ملائکہ ہیں کہ آب وہوا سے بنائے گئے ان کا افسر ایک فرشتہ رعد نامی ہے جو اَبر وباراں پر موکّل ہے۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب۔

۸۔ سیّدی شیخ اکبر محی الملۃ والدین ابن عربی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں، اللہ عزوجل نے ایک نور کی تجلی فرمائی پھر تاریکی بنائی، ظلمت پر اس نور کا پرتو ڈالا اس سے عرش ظاہر ہوا پھر اس ملے ہوئے نور سے کہ ضیائے صبح کے مانند تھا جس میں تاریکی شب، مخلوط ہوتی ہے، ان ملائکہ کو بنایا جو گردِ عرش ہیں پھر کرسی پیدا کی، اور اس میں اسی کی طبیعت کی جنس سے ملائکہ پیدا کیے۔ ذکرہ فی الباب الثالث عشر من الفتوحات المکیۃ واوردہ الامام الشعرانی فی الیواقیت والجواھر۔

۹۔ ابو الشیخ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان فی الجنۃ لنھرا ما یدخلہ جبرئیل دخلۃ فیخرج فینتفض الا خلق اللہ من کل قطرۃ تقطر منہ ملکا۔"

ترجمہ: "بے شک وشبہ جنّت میں ایک نہر ہے کہ جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جاکر باہر آکر پر جھاڑتے ہیں جتنی بوندیں ان کے پَروں سے گرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر بوند سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔"

حالانکہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ سو پر ہیں کہ اگر ایک پر پھیلا دیں تو اُفق آسمان چھپ جائے۔

۱۰۔ ابن ابی حاتم و عقیلی و ابن مردویہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"فی السمآء الرابعة نهر يقال له الحيوان يدخله جبريل كل يوم فينغمس فيه الغماسة منه فيخرج فينتقض انتفاضة فيخرج عنه سبعون الف قطرة يخلق الله من كل قطرة ملكًا هم الذين يوصرون ان يالوا البيت المعمور فيصلوا فيفعلون ثم يخرجون فلا يعودون اليه ابدا ديولى عليهم احدهم ثم يؤمر ان يقف بهم فى السماء موقفا يسبحون الله الى[5] ان تقوم الساعة۔"

ترجمہ: "چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہرِ حیات کہتے ہیں جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز اس میں ایک غوطہ لگاکر پر جھاڑتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک ایک فرشتہ بناتا ہے انھیں کو حکم ہوتا ہے کہ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھیں جب پڑھ کر نکلتے ہیں پھر کبھی اس میں نہیں جاتے ان میں ایک کو اُن پر افسر بناکر حکم فرمایا جاتا ہے کہ آسمان میں انھیں ایک جگہ لے کر کھڑا ہو وہ قیامت تک وہاں تسبیحِ الٰہی کرتے ہیں۔"

روی ابن المنذر نحوه بدون ذكر النهر من طريق صحيحه عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه لكن موقوفا قاله الامام الحافظ ابن حجر ومعلوم ان الموقوف كالمرفوع، اقول فصح الحديث وسقط ما نقل الفاسی عن الولی، لعراقی ان لم يثبت فی ذالك شيئ فقط اثبته الحافظ وفوق كل ذی علمٍ عليم۔

۱۱۔ عطاو مقاتل وضحاک کی روایت میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں آیا ہے:

"ان عن يمين العرش نهر من نور مثل السموات السبع والارضين السبع والبحار السبع يدخل فيه جبريل عليه السلام كل سحر ويغتسل فيه فيزداد نورا الى نوره وجمالا الى جماله ثم ينتفض فيخلق الله تعالىٰ من كل نقطة تقع من ريشه كذا كذا الف ملك يدخل منهم البيت السبعون الفاً ثم لا يعودون اليه الى ان تقوم الساعة۔"

"عرش کے دہنی طرف نور کی ایک نہر ہے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں اور ساتوں سمندروں کے برابر۔ اس میں ہر سحر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہاتے ہیں جس سے ان کے نور پر نور، جمال پر جمال، بڑھتا ہے پھر پر جھاڑتے ہیں، جو چھینٹ گرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے اتنے اتنے ہزار فرشتے بناتا جن میں سے ستر ہزار بیت المعمور میں جاتے ہیں پھر قیامت تک اس میں داخل نہیں ہوتے۔"

5۔ رضا اکیڈمی، ممبئی کے نسخے میں اس جگہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے "اِلیٰ" کے بجائے "لِی" ہے۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

ذکرہ الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر قولہ تعالیٰ ویخلق ما لا تعلمون۔

۱۲۔ ابو نعیم خطیم وابن عساکر اور بیہقی کتاب الرویۃ میں بروایت علی ابن ابی ارطاۃ [6] بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان للہ الملئکۃ ترعد فرائقھم من مخافتہ ما منھم من ملک یقطر من عینہ دمعۃ الا وقعت ملکا قائما یسبح۔" الحدیث۔

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوفِ الٰہی سے ان کا بند بند لرزتا ہے ان میں سے جس فرشتے کی آنکھ سے جو آنسو ٹپکتا ہے وہ گرتے گرتے فرشتہ ہو جاتا ہے کہ کھڑا ہو ارب العزت جل جلالہ کی تسبیح کرتا ہے۔"

۱۳۔ ابو الشیخ کعب احبار سے اس کے قریب راوی کہ

"لا تقطر عین ملک منھم الا کانت ملکا یطیر من خشیۃ اللہ۔"

ان فرشتوں سے جس کی آنکھ سے کوئی بوند ٹپکتی ہے وہ ایک فرشتہ ہو کر خوفِ خدا سے اڑ جاتی ہے۔

۱۴۔ ابن بشکوال انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور پُر نور افضل صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہٖ فرماتے ہیں:

"من صلی علی تعظیما لحقی خلق اللہ عزّوجلّ من ذالک القول ملکا لہ جناحٌ بالمشرق واخر بالمغرب یقول عزوجل لہ صل علی عبدی کما صلی علی نبیی فھو یصلی علیہ الی یوم القیٰمۃ۔"

ترجمہ: "جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لیے درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرے جس کا ایک پَر مشرق اور دوسرا مغرب میں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے درود بھیج میرے بندے پر جیسے اس نے درود بھیجی میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجتا رہے۔"

ذکرہ ایضا ابنا سبع والفاکھانی۔

خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد اپنی کتاب مستطاب "الکلام الاَوْضَحُ فِیْ تفسیر اَلَمْ نَشْرَحْ" [7] میں امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں، حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں؛ جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پر جھاڑتا ہے، خدائے تعالیٰ ہر قطرہ سے کہ اس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ قیامت تک درود پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں۔" انتھی کلامہ الشریف قدس سرہ اللطیف۔

6۔ فی الفتاوی الحدیثیہ الامام ابن حجر عد بن ارطاۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

7۔ یہ کتاب قلمی تھی، ۹۶ھ میں پہلی بار مکتبہ رضا، بیسلپور ضلع پلی بھیت یوپی سے شائع ہوئی جو ۲۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۲

۱۵۔ مواہب شریف میں ہے:

"قد روی ان ثم ملئکۃ یسبحون فیخلق اللہ بکل تسبیحۃ ملکاً۔"

مروی ہوا کہ وہاں کچھ فرشتے ہیں کہ تسبیح الٰہی کرتے ہیں اللہ عزوجل ان کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

۱۶۔ سیّدی شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات کے باب ۲۹۷ میں فرماتے ہیں، "نیک کلام اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔" ذکرہ فی المبحث السابع عشر من الیواقیت۔

ان کے نزدیک آیتِ کریمہ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (ترجمہ: "اس کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے، کہ یہ معنی ہیں")۔ (پ:۲۲،ع:۱۴،فاطر)

۱۷۔ امام قرطبی تذکرہ میں علمائے کرام سے ناقل کہ جو شخص سورۂ بقرہ و آل عمران پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کے ثواب سے فرشتے بناتا ہے کہ روزِ قیامت اس قاری کی طرف سے جھگڑیں گے۔ نقلہ الفاسی فی مطالع المسرات، ان کے نزدیک حدیث احمد و مسلم اقرؤا[8] الزھراوین البقرۃ وآل عمران فانھما تاتیان یوم القیٰمۃ کانھما غمامتان او غایتان او کانھما فرقان من الطیر صواف یحاجان عن اصحابھما کے یہ معنی ہیں۔

۱۸۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں:

"اقوی الملئکۃ واشدھم حیاء من کان مخلوقا من انفاس النساء۔"

یعنی آدمیوں کی سانس سے فرشتے بنتے ہیں اور ان میں قوی تر اور حیا میں زائد وہ ہوتے ہیں جو عورتوں کی سانس سے بنائے جاتے ہیں۔

انفاسِ ناس سے فرشتے بننے کی تصریح فتوحات شریف میں بھی ہے۔

یہ اٹھارہ احادیث و اقوال ہیں جن میں آفرینش ملائکہ کے متعدد طریقے مذکور ہوئے ان سے ثابت کہ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے ہر روز بے شمار بنتے ہیں جن کی گنتی ان کا بنانے والا ہی جانتا ہے۔ **قلت** اغرب القلشانی فزعم ان ملئکۃ الارض والجو مرکبۃ من الطباع الاربع واشار ان لھم فی اجسامھم دما مسفوحا قال فی الیواقیت قال بعضھم ولعلّ مرادہ بھٰؤلاء الملئکۃ القاطنین من السماء والارض نوع من الجن سماھم ملئکۃ اصطلاحاً لہ اھ، **قلت** ومثلہ غرابا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان من الملئکۃ قربا یتوالدون یقال لھم الجن ومنھم ابلیس کما نقلہ فی ارشاد الساری وانت تعلم ان عقیدۃ اھل السنۃ فی الملئکۃ تنزلھم عن الذکورۃ والانوثۃ فان التوالد واحسن محاملہ ھو مامر من تسمیۃ بعض الجن ملکا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہا ان کی موت کا حال، امام ولی الدین عراقی سے اسئلہ مکیہ میں اس باب میں سوال ہوا جواب فرمایا:

8۔ ترجمہ: دونوں روشن تر سورتیں، بقرہ اور آلِ عمران پڑھو کہ وہ روزِ قیامت اس طرح آئیں گی گویا وہ دو بدلیاں، یا اوپر سے دو سایہ فگن چیزیں، یا صف بستہ پرندوں کے دو جھنڈ ہیں، اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے لڑیں گی۔ ۱۲ مترجم۔

"لم یثبت فی ذالك شیئ ولا یجوز الهجوم علیه بمجرد الاحتمال ولا مجال للنظر فیه ولا دخل للقیاس۔"

"اس باب میں کچھ ثابت نہ ہوا اور محض احتمال سے اس پر جرأت روا نہیں۔ نہ نظر کی یہاں گنجائش نہ قیاس کا دخل۔"

نقله العلامة الفاسی فی مطالع المسرات۔

بل کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ تو انھیں مثل ارواح مانتے ہیں کہ نہ تھے مگر جب ہوئے تو ہمیشہ رہیں گے کہ ارواح کو کبھی موت نہیں۔

فتوحات شریف کے باب ۵۱۸ میں فرمایا:

"انه لیس للملئکة اٰخرة هو ذالك انهم لا یموتون فیبعثون وانما هو صعق وافاقة منه عندنا ذالك حال لایزال علیه الممکن فی التجلی الاجمالی دنیا واٰخرة الخ نقله فی الیواقیت والجواهر۔"

اقول شاید یہ مسئلہ تجسّم و تجرّدِ ملائکہ پر مبنی ہو جو انھیں نفوسِ مجرّدہ مانتے ہیں جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اُن کے طور پر ملائکہ کے لیے موت نہ ہونی چاہیے کہ روح کبھی نہیں مرتی موت جسم کے لیے ہے۔ یعنی روح کا اس سے جُدا ہو جانا[9]۔ اور ملائکہ کو اجسام لطیفہ کہتے ہیں جن سے نفوس شریفہ متعلق ہیں جیسا جمہور اہل سنت کا مسلک ہے اور صدہا طور پر نصوص اسی طرف ناظر، ان کے نزدیک ملائکہ کو موت سے چارہ نہیں اور یہی ظاہر مفادِ آیت اور احادیث تو اس میں بالتصریح وارد تو یہی صحیح و معتمد ہے۔ وقال كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ [10] ترجمہ: "ہر جان موت کا مزہ چکھے گی۔"

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی جب آیۂ کریمہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ [11] نازل ہوئی کہ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، ملائکہ بولے زمین والے مرے یعنی ہم محفوظ ہیں، جب آیۂ کریمہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ نازل ہوئی کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ملائکہ نے کہا اب ہم بھی مرے۔ ذکرہ الامام الرازی فی مفاتیح الغیب۔

ابن جریر انھیں سے راوی قال وکّل ملك الموت بقبض ارواح المؤمنین والملئكة، الحدیث۔ یعنی ملک الموت مسلمانوں اور فرشتوں کی روح قبض کرنے پر مقرر ہیں۔

نیز ابن جریر ابو الشیخ وغیرہما ایک حدیثِ طویل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورِ والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "اٰخرهم موتاً ملك الموت" ترجمہ: "فرشتوں میں سب سے پیچھے ملک الموت مریں گے۔"

9۔ فی الفتاوٰی الحدیثیه للامام ابن حجر فی مسئلة ان الموت وجودی او عدمی، الموت مفارقة الروح الجسد اه وفی شرح الصدور للمولی السیوطی رحمه الله تعالٰی قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف وانما انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة وحیلولة بینهما وتبدل حال وانتهال من دار الی دار الخ ۱۲ منہ ر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

10۔ پ ۴، ع ۱۰، آل عمران۔ ۱۲

11۔ پ ۲۷، ع ۱۲۔ رحمٰن۔

بیہقی و فریابی نے بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں تفصیلاً ان کی کیفیتِ موت روایت کی، کہ جب سب فنا ہوں گے جبریل و میکائیل و ملک الموت باقی رہیں گے رب تبارک و تعالیٰ کہ دانا تر ہے ارشاد فرمائے گا، "اے ملک الموت! اب کون باقی ہے"، عرض کریں گے:

"بقی وجهك الباقی الدائم وعبدك جبریل ومیكائیل وملك الموت۔"

ترجمہ: "باقی ہے تیرا وجہ کریم کہ ہمیشہ رہے گا اور تیرے بندے جبرئیل و میکائیل و ملک الموت"۔

حکم ہوگا "تغرف نفس میكائیل"، ترجمہ: "میکائیل کی روح قبض کر وہ عظیم پہاڑ کی طرح گریں گے"، پھر فرمائے گا اور وہ خوب جانتا ہے "اب کون باقی ہے"، عرض کریں گے، "وجهك الباقی الكریم وعبدك جبریل وملك الموت"، ترجمہ: "وہ تیرا وجہِ کریم کہ ہمیشہ رہے گا اور تیرے بندے جبریل و ملک الموت"، فرمائے گا "تغرف نفس جبریل"، ترجمہ: "جبریل کی روح قبض کر"۔ وہ اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے سجدے میں گر جائیں گے۔ پھر فرمائے گا اور وہ خوب جانتا ہے "اب کون رہا"۔ عرض کریں گے، "وجهك الكریم وعبدك ملك الموت وهو میت"، ترجمہ: "تیرا وجہ کریم کہ ہمیشہ رہے گا اور تیرا بندہ ملک الموت کہ وہ بھی مرے گا"، فرمائے گا "مُتْ"، مر جا، وہ بھی مر جائیں گے، پھر فرمائے گا ابتدا میں میں نے خلق بنائی اور میں پھر اسے زندہ کروں گا کہاں ہیں سلاطینِ مغرور جو ملک کا دعویٰ کرتے تھے، کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا، خود فرمائے گا، للہ الواحد القهار آج بادشاہی ہے اللہ غالب کی۔ ملفق منهما وعند الفریابی ان اخرهم موتا جبریل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثم اقول اس حدیث سے ملائکۂ مقربین کا روزِ قیامت زندہ رہنا معلوم ہی ہوا، اور حدیث ۶ میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے گذرا کہ یہ بے شمار فرشتے جو روزانہ بنتے ہیں قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتے پھریں گے۔ اور حدیث ۱۰ میں گذرا کہ یہ ستر ہزار فرشتے جو روز بنتے ہیں قیامت تک تسبیح الٰہی کریں گے۔ حدیث ۱۴ میں گذرا وہ فرشتہ قیامت تک مُصَلّیٰ پر درود بھیجتا ہے۔

روایتِ سخاوی میں گذرا اس کے پَر کے قطروں سے جو فرشتے بنتے ہیں قیامت تک مصلی کے لیے استغفار کریں گے ہر مسلمان کے ساتھ جو کراما کاتبین ہیں ان کے لیے حدیث میں آیا مرگِ مسلمان کے بعد آسمان پر جاتے اور وہاں رہنے کا اذن طلب کرتے ہیں حکم ہوتا میرے آسمان میرے فرشتوں سے بھرے ہیں کہ وہ میری تسبیح کرتے ہیں عرض کرتے تو ہمیں حکم ہو کہ زمین میں رہیں فرمان ہوتا ہے میری زمین مخلوق سے بھری ہے کہ میری تسبیح کرتے ہیں۔

ولكن قوما علی قبر عبدی فسبحانی وهللانی وكبرانی الی یوم القیٰمة واكتباه لعبدی

ترجمہ: "مگر میرے بندے کی قبر پر کھڑے قیامت تک میری تسبیح و تہلیل و تکبیر کرو اور اس کا ثواب میرے بندے کے لیے لکھتے رہو۔"

اخرجه ابو نعیم عن ابی سعید الخدری والبیهقی فی البعث وابن ابی الدنیا عن انس بن مالك رضی اللہ

تعالیٰ عنہما۔

یوہیں اور احادیث بھی ہیں ان حدیثوں سے بے شمار ملائکہ کا قیامت تک زندہ رہنا ثابت اور اصلاً کسی حدیث میں نہ آیا کہ کسی فرشتہ کو موت لاحق ہوئی ہو بلکہ روایتِ مذکورہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صاف ظاہر کہ نزول آیۂ کریمہ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ تک فرشتے اپنی موت سے خبردار ہی نہ تھے کہ ہمیں بھی موت ہوگی، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ ملائکہ کے لیے قیامت سے پہلے موت نہیں بلکہ جویبر نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انسان و جن و حیوانات کی موت بیان کر کے فرمایا:

"والملئکة یموتون فی الصعقة الاولیٰ وان ملك الموت یقبض ارواحهم ثم یموت۔"

"فرشتے اس وقت مریں گے جب پہلا صور پھونکا جائے گا ملک الموت ان کی روح قبض کریں گے پھر وہ خود بھی مر جائیں گے۔"

یہ حدیث مقصود میں نص تھی لولا مافی جویبر من ضعف قوی ولا جویبر واللہ تعالیٰ اعلم۔

تکمیل بعد ختم اس تحریر کے فتاویٰ حدیثیہ امام علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی میں ایک فتویٰ متعلق بملائکہ دوسرا متعلق بحورِ عین نظرِ فقیر سے گذرا۔ امام نے انہیں موتِ ملائکہ پر اجماع نقل فرمایا حَیۡثُ قَالَ

اما الملئکة فیموتون بالنصوص والاجماع ویتولی قبض ارواحهم ملك الموت ویموت ملك الموت بلا ملك الموت۔

(لیکن ملائکہ پس یہ مر جائیں گے یہ بات نصوص اور اجماع سے ثابت ہے اور ان کی ارواح ملک الموت قبض کریں گے اور ملک الموت بھی مر جائیں گے بغیر ملک الموت کے۔ مترجم)

اور اُن کے کلام کا بھی ظاہر یہ ہے کہ موتِ ملائکہ نفخ صور سے ہوگی سوا حاملانِ عرش و چار مقرب (فرشتوں) کے کہ یہ اس کے بعد وفات پائیں گے۔ حیث قال فی الفتویٰ المتعلقة بالملئکة بالنفخ فی الصور یموتون الاحملة العرش وجبریل واسرافیل ومیکائیل وملك الموت، ثم یموتون اثر ذالك۔

اور دربارۂ آفرینش بھی اسی کا استظہار فرمایا کہ ملائکہ ایک ہی دفعہ نہ بنے بلکہ اُن کی پیدائش بدفعات ہے حیث قال ظاهر السنة ان الملئکة لم یخلقوا دفعة وحدة۔

پھر احادیث، مانحن فیہ[12] کے متعلق صرف سات ذکر فرمائیں جن میں پانچ تو وہی ۲و۳و۹و۱۲و۱۳ ہیں کہ مذکور ہوئیں دو تازہ ہیں کہ فیضِ امام سے ان اٹھارہ میں ملا کر بیس کا وعدہ[13] کامل کیجیے واللہ الحمد۔

۱۹۔ ابو الشیخ وہب بن منبہ سے راوی

12۔ جس میں ہم ہیں۔ یعنی فرشتوں میں پیدائش کا مسئلہ جو زیرِ بحث ہے اس کے متعلق ۱۲ النعمانی۔

13۔ غالباً یہ عدد ہے اس لیے کہ وعدہ صفحات سابقہ میں کہیں نہیں۔ شاید کاتب کی مہربانی ہے ۱۲ النعمانی۔

قال ان [14] للّٰہ نھرانی الھواء یسع [15] الارضین کلھا سبع مرات فینزل علیٰ ذالک النھر ملک من السماء فیملؤہ ویسد ما بین اطرافہ ثم یغتسل منہ فاذا خرج منہ قطر منہ قطرات من نور فیخلق اللہ من کل قطرۃ منھا ملکا یسبح للّٰہ بجمیع تسبیح الخلائق کلّھم۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا میں ایک نہر ہے کہ سب زمینیں مل کر سات دفعہ اس میں سما جائیں اس نہر پر آسمان سے ایک فرشتہ اترتا ہے کہ اپنی جسامت سے اسے بھر دیتا اور اس کے کنارے بند کر دیتا ہے پھر اس میں نہاتا ہے جب باہر آتا ہے اس سے نور کی بوندیں [16] ٹپکتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ بناتا ہے کہ تمام مخلوقات کی تسبیح سے اس کی تسبیح کرتا ہے۔''

۲۰۔ وہی علاء بن ہارون سے راوی:

قال لجبریل کل یوم انغماس فی الکوثر ثم ینتفض فکل قطرۃ یخلق منھا ملک۔

ترجمہ: ''جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز کوثر میں ایک ڈبکی لگا کر پر جھاڑتے ہیں ہر بوند سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔''

اس کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ ایک اور حدیث یاد آئی:

۲۱۔ ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ کتاب الثواب میں امام جعفر صادق وہ اپنے والدِ ماجد وہ اپنے جدِّ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضورِ والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''ما ادخل رجل علی مومن سرورا الا خلق اللہ عزوجل من ذالک السرور ملکا یعبد اللہ عزوجل ویوحّدہ فاذا صار العبد فی قبرہ اتاہ ذالک السرور''، الحدیث،

ترجمہ: ''جو کسی مسلمان کو خوش کرے اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرے کہ اللہ عزوجل کی عبادت و توحید کرتا رہے۔ جب وہ بندہ قبر میں جائے یہ فرشتہ اس کے پاس آکر کہے مجھے پہچانتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی آج میں وحشت میں تیرا دل بہلاؤں گا اور تیری حجت تجھے سکھاؤں گا اور قولِ ایمان پر تجھے ثابت کروں گا اور قیامت کے ہر مشہد میں تیرے ساتھ رہوں گا اور اللہ عزوجل کے نزدیک تیری شفاعت کروں گا اور جنت میں تیرا مکان تجھے دکھاؤں گا۔

غرض بڑی عظمت والا ہے بادشاہ عرشِ عظیم کا، رب ملک و روحِ کریم کا، سب خلق سے چن لینے والا محمد رسول اللہ رؤف و رحیم کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم، واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

14۔ رضا اکیڈمی، ممبئی کے نسخے میں اس جگہ لفظ ''اللہ'' (الف کے ساتھ) مرقوم ہے؛ جب کہ یہاں ''لِلّٰہِ'' (یعنی بغیر الف کے) ہونا چاہیے۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

15۔ رضا اکیڈمی، ممبئی کے نسخے میں یہاں ''یسمع'' ہے؛ جب کہ اس جگہ لفظ ''یَسَعُ'' میم کے بغیر ہونا چاہیے۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

16۔ رضا اکیڈمی، ممبئی کے نسخے میں لفظ ''بوند'' لکھا ہے؛ جب کہ یہاں ''بوندیں'' ہونا چاہیے۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

امام احمد رضا اور حکمتِ شعری

ڈاکٹر شاہ محمد تبریزی

خلاصۂ بحث:

امام احمد رضا تلمیذ الرحمٰن ہیں۔ دورِ جدید کے نعت گویان کے امام ہیں۔ آپ نے نعت گوئی قرآن سے سیکھی اور قرآن و احادیثِ کریمہ اور اسوۂ حسنہ ﷺ کو اپنی نعتیہ شاعری کا مرکز و محور بنایا۔ گو کہ قرآنِ کریم نہ تو کتابِ شاعر ہے اور نہ ہی کتابِ شاعری۔ یہ وہ کلام اللہ ہے جو ربّ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و نصیحت اور اصلاح و فلاحِ انسانیت اور تبلیغِ دین کی اشاعت و سمجھ کے لیے اُن کے مزاج کے مطابق اتارا تا کہ جو اس کی آیاتِ بیّنات کے ردھم کو طرزِ شاعری سمجھے، تو وہ اسے یہی جان کر اس کے احکامات و فرامین کا پابند ہو جائے اور جو اسے کتابِ ہدایت جانے، وہ اس کا، طرز پر عامل ہو جائے۔ اصل حقیقت تو انسان پر اس کتابِ رُشد کی تب ہی کھلے گی، جب وہ اس کا مطیع فرمان، اس پر دل و جان سے قربان ہو جائے گا، پھر وہ خود اس کے احکامات و کرشمات کو دیکھ کر اسے کتابِ شاعر و شاعری ماننے سے انکار کر دے گا۔

امام احمد رضا نے اپنے اشعار کی بنیاد قرآنِ کریم کی روشنی میں رکھی اور ان اشعار سے وہ بلیغ و اثیر معانی و مفاہیم بیان کیے جسے حدیثِ کریمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے "حکمت" قرار دیا ہے یعنی یہ اشعار دولتِ عشقِ رسول ﷺ سے پُر، فرمانِ الٰہی کے عین مطابق، شریعت کی تبلیغ و ترویج کرنے والے، دینِ اسلام کو قلوبِ انسان میں راسخ کرنے والے، عوام الناس کے لیے فیض رسا اور ان کی اصلاح کرنے والے ہیں، انہیں دینِ اسلام پر چلانے اور احکامِ شریعت پر راغب کرنے والے ہیں۔

آپ نے قرآنِ کریم کی حقیقت، محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور ربِّ ذوالجلال کی ہیبت کو اپنے اشعار میں بیان فرمایا۔ آپ کی نعت کا ہر شعر فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق "حکمتِ شعری" رکھتا ہے۔

☆☆☆

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۰ر شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء[۱] کو ہوئی جب کہ آپ کا وصال ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء[۲] کو ہوا۔ آپ مجددِ المأۃ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ، سیّد العلماء الاعلام، مؤیدۃ الملّۃ الطاہرہ اور برکۃ اللہ فی الہند[۳] کے القاب و اوصاف سے معروف ہیں۔

آپ کو بچپن علوم و فنون پر دست رس حاصل تھی۔ [۴] آپ نے ہر فن پر کوئی نہ کوئی کتاب یادگار چھوڑی ہے۔ فنِ شاعری میں آپ کا دیوانِ نعت "حدائقِ بخشش" کے نام سے معروف ہے۔ آپ کا عربی نعتیہ شاعری کا دیوان بھی "بساتین الغفران" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

اردو نعتیہ شاعری میں آپ امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ مقام آپ کو عشقِ رسالت مآب ﷺ کے طفیل عطا ہوا۔ آپ نے جس قدر اشعارِ نعت کہے، ان کا حرف حرف بوئے عشقِ رسول ﷺ سے معطر ہے۔

قرآنِ کریم میں شاعری کو ایک مذموم صفت قرار دیا گیا ہے۔ [۵] اور حضور نبی کریم نے شاعری کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: لایمتلی جوف احد کم الرجل قیحاحتی یریہ خیر من ان یمتلی شعراً [۶] ترجمہ: کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا جو اسے کاٹے، اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔

اس حدیثِ کریمہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور بہ اختلافِ الفاظ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیثِ کریمہ مروی ہے [۷]۔

علامہ بدرالدین العینی، صاحب عمدۃ القاری اس حدیثِ کریمہ کی توضیح میں لکھتے ہیں:

"توخذ من معناہ لان امتلاء الجوف بالشعر کنایۃ عن کثرۃ الاشتغال بہ حتی یکون وقتہ مستغرقاً بہ فلایتفرّغ لذکر اللہ عزّوجل ولالقرأۃ القرآن وتحصیل العلم وھٰذا ھو المذموم فیہ اشارۃ الیٰ ذکر اللہ تعالیٰ وقراۃ القرآن والاشتغال اذا کانت غالبۃ علیہ فلایدخل تحت ھٰذا الذم۔" [۸]

ترجمہ: "شعر جب ذکر اللہ اور قرآن اور علم کے اشکال پر غالب آجائے تو برا ہے اور اگر شعر مغلوب ہے، پھر برا نہیں۔ اسی طرح وہ اشعار جو فحش مضامین یا لوگوں پر طعن و تشنیع یا دیگر خلافِ شرع مضامین پر مشتمل ہوں، وہ بہ اجماعِ اُمت حرام و ناجائز ہیں اور یہ کچھ شعر کے ساتھ مخصوص نہیں، جو نثر، کلام ایسا ہو، اس کا بھی یہی حکم ہے۔"

لیکن اچھی اور عمدہ شاعری کی تعریف کی گئی ہے اور عمدہ و پاکیزہ خیالات کو اجاگر کرنے، تعمیری، تخلیقی، تحقیقی اور سچی تعبیریں بیان کرنے والے شعرا کو بیش بہا انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا ہے۔ اہلِ ایمان اور اعمالِ صالح اور ذکرِ الٰہی کی طرف رغبت دلانے والے شعرا کی توصیف میں ربِّ ذوالجلال کا فرمان دیکھیے [۹]۔

اچھی اور عمدہ شاعری کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پسند فرمایا ہے جیسا کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے:

عن عائشۃ قالت ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشعر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو کلام فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح رواہ الدارقطنی و روی الشافعی عن عروۃ مرسلاً۔ [۱۰]

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ اچھا کلام ہے تو اچھا ہے اور برا کلام ہے تو بُرا ہے۔ اچھے کو لو اور بُرے کو چھوڑ دو۔ (امام دار قطنی اور امام شافعی نے اسے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے)

علامہ جلال الدین سیوطی نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیثِ کریمہ یوں نقل فرمائی ہے:

روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جاء الاعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یتکلم بکلام فقال لان من البیان سحرا وان من الشعر حکمۃ اخرجہ ابوداؤد۔ [۱۱]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا۔ اس نے شعر سے متعلق کوئی بات کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک بیان جادو ہے اور شعر حکمت ہے۔

امام احمد رضا کو ربِّ ذوالجلال نے اس حدیثِ کریمہ کے مطابق "حکمتِ شعری" سے خوب خوب نوازا تھا۔ آپ کے نعتیہ اشعار گزشتہ سو سال سے مرجع خلائق ہیں۔ آپ کی شاعری قرآن وحدیث کے احکامات کے عین مطابق ہے۔ اس

میں افراط و تفریق کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ جس مقام پر استاذ الشعراء کے قدم ڈگمگائے ہیں، وہاں امام احمد رضا ثابت قدم رہے ہیں۔ آپ نے اپنے اثباتِ قدم کی وجہ احکامِ قرآن، عرفانِ قرآن، علومِ قرآن اور احکامِ شریعت کی پابندی بتایا ہے۔

امام احمد رضا کی شاعری فرمانِ قرآنِ کریم (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول) کے عین مطابق ہے اور یہ عکسِ قرآن، تفسیرِ قرآن اور شرحِ احادیثِ نبویہ پر مشتمل ہے۔ آپ نے اپنی اس ہنر کاری و پرکاری کا برملا اظہار کرتے ہوئے یوں فرمایا ؎

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہوں المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ [۱۲]

امام احمد رضا نے اپنی نعت نویسی کے لیے صرف اور صرف قرآن وحدیثِ رسول ﷺ ہی کو شمعِ راہ بنایا، یہی وجہ ہے کہ ان کا نعتیہ کلام دیگر شعرا کے مقابلے میں افراط و تفریط، حشو و حذف و زوائد اور دیگر تمام عیوب و نقائص اور خیالات و تفکرات کی بے راہ روی سے پاک صاف، مجلّی و مصفّٰی اور طاہر و مطہر ہے۔ آپ نے حسنِ سیرتِ رسول ﷺ کو اپنی شاعری کا محور و مرکز اور جزو بنا۔ قرآنِ کریم در حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر مشتمل کتاب ہے، اور جو اس سے یا ان ﷺ سے عقیدت رکھتا ہے، وہی نعت گو بنتا ہے۔ یہ جاگیر خداوندی ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ امام احمد رضا نے مذکورہ قطعہ میں اسی بات کا اظہار کیا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ ہی نعت گوئی کی بنیاد ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں اپنے نعتیہ کلام سے نہایت ہی محفوظ و مامون اور مطمئن و مسرور ہوں کہ میرا کلام بفضلِ الٰہی ہر بے جا و نازیبا الفاظ و معانی اور مفہوم و مقصود سے پاک صاف، مبرّا و منزّہ اور ستھرا و مجلّی ہے۔ میرے نعتیہ اشعار، شریعت الٰہیہ (قرآن و احادیثِ نبویہ ﷺ) کے قطعاً خلاف نہیں ہیں۔ اس میں ممنوعات و محذوراتِ شرعی کا نام و نشان تو کیا، شائبہ تک نہیں ہے۔ میرے کلام، لسان و دہن و ذہن اور میرے قلب میں، خلافِ شرع مضامین اور خیالات و تفکرات کس طرح راہ پا سکتے ہیں، جب کہ میں نے تو نعت گوئی سیکھی ہی قرآنِ عظیم (کتابِ ہدایت، راہِ مستقیم دکھانے والی، مقام و عظمتِ مصطفیٰ بتانے اور سمجھانے والی) سے ہے۔ اور قرآن حکیم کی نعت فرمائی و مدح نگاری کی شان ہی یہ ہے کہ احکامِ شریعت ملحوظ رہیں اور ایک حرف بھی اس میں خلافِ شرع نہ آنے پائے۔"

جیسا کہ مذکور ہوا کہ "قرآن کریم نہ تو کتابِ شاعر ہے اور نہ ہی کتابِ شاعری" بلکہ وہ تو صرف اور صرف کلامِ الٰہی ہے جو ربّ تعالیٰ نے بطورِ خاص اپنے بندوں کی ہدایت و نصیحت کے لیے نازل فرمایا ہے۔ امام احمد رضا نے خود کو اس قول کا سچا و پکا پیروکار، مطیع و فرماں بردار ثابت کیا ہے۔

قرآن کریم اپنے حسنِ ترتیب و ترتیل، سلاستِ زبان و بیان، ردھم و ترنم، اپنی نغمگی و شگفتگی اور شائستگی کے سبب اپنے قاری کو عاشق بناتا ہے اور عشق کی حلاوت میں ڈوب کر انسان اپنے ربّ کی حمد و ثنا اور محبوبِ ربِّ کائنات کی نعت بیان فرماتا ہے۔ وہ منظوم ہو یا منثور، یہ اس بات پر منحصر ہے کہ اس نے اس کتابِ ہدایت سے کس قدر فیض پایا، حصہ اُٹھایا اور قلب میں سمایا ہے اور اپنے ربّ

اور محبوبِ رب ﷺ کو اپنی ذات (عشق) میں کس قدر سمیٹا ہے۔

احکامِ قرآنیہ کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جو شخص بھی "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول" کا پیرو ہو جائے، اس پٹری پر چل نکلے تو اس سے معائب و مصائبِ عالم از خود منہ موڑ لیتے ہیں اور محاسنِ عقبیٰ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اس کا پیرو ہر طرح کے نقائص، تخیل و تفکر اور نجاستِ قلبی، ذہنی، بدنی اور روحانی سے منزہ و مطہر، مجلّٰی و مصفّٰی ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو لوگ "ولی اللہ" (اللہ کے دوست) کے عظیم لقب سے یاد کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کا شمار بھی انہیں دوستوں میں ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے کلام کی حکمت یہ ہے کہ بعض مقام پر وہ ایک لفظ یا حرف کے اشارے اور کنائے میں پوری آیاتِ ربانیہ یا احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمو دیتے ہیں، یعنی لوگ کوزے میں دریا کو بند کرتے ہیں، آپ پورا سمندر سمیٹ دیتے ہیں، جیسے کہ آپ کا یہ شعر نعت

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم [۱۳]

قسم کی ردیف میں امام رضا کی یہ نعت آٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ [۱۴] اس شعر میں امام رضا نے چار باتیں یا نسبتیں بیان فرمائی ہیں، ملاحظہ ہوں:

۱۔ مرتبہ: اللہ ربّ ذوالجلال نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" [۱۵] ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ [۱۶]

علامہ نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یعنی آخرت دنیا سے بہتر کیوں کہ وہاں آپ کے لیے مقامِ محمود و حوضِ مورود و خیر موعود اور تمام انبیا و رسل پر تقدم اور آپ کی امت کا تمام امتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مومنین کے رتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں اور مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لیے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں، گویا حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بہ ساعت آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔ [۱۷]

علامہ جلال الدین سیوطی اس آیتِ کریمہ کی تشریح میں یوں رقمطراز ہیں:

"بان تذکر مع ذکری فی الاذان والاقامة والتشهد والخطبة وغیرها۔" [۱۸]

ترجمہ: آپ ﷺ کا تذکرہ ربِّ ذوالجلال نے اپنے نام کے ساتھ اذان و اقامت اور تشہد و تمام خطبات میں نتھی کر دیا ہے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی جزوِ ایمان قرار پایا ہے، جب تک وہ شخص قلبِ صادق سے "محمد رسول اللہ" بعد از "لا الٰہ الا اللہ" نہیں پڑھے گا، لسانِ حال سے اقرارِ رسالتِ محمد ﷺ نہیں کرے گا، اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں علامہ سیوطی نے یہ حدیثِ کریمہ نقل کی ہے بحوالہ ابن حبان:

"اخرج ابن حبان فی صحیحه عن ابی سعید عنه ﷺ اتانی جبرئیل فقال ان ربك یقول اتدری کیف رفعت ذکرك قلت الله اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی۔" [۱۹]

ترجمہ: ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آپ سے کہا، آپ ﷺ کا رب فرمارہا ہے کہ اے محبوب! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بھی اس کا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ آپ کا تذکرہ بھی لازمی ہو گا۔

علامہ سیوطی مزید لکھتے ہیں:

"وغیرھا ای ککون اسمه مکتوبًا علی العرش وذکرہ فی الکتب المتقدمة ختم نبوۃ به غیر ذلك۔" [۲۰]

ترجمہ: اس کے علاوہ آپ کا اسمِ گرامی عرشِ اعظم پر لکھا ہوا اور تمام کتبِ سابقہ میں اس نام کی جلوہ آرائی ہے۔ آپ ﷺ ہر کتاب کا مقدمۂ اولیٰ واختتام ہیں، بعینہٖ جس طرح آپ ﷺ خاتمِ نبوت ہیں، علاوہ ازیں آپ ﷺ ہر ابتدا کی انتہا ہیں۔

شاعرِ رسولِ کریم ﷺ، حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وَضَمَّ الْاِلٰـهُ اَسْـمَ النَّبِیِّ اِلٰی اِسْـمِـهٖ
اِذْقَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ [۲۱]

ترجمہ: اللہ ربّ ذوالجلال نے آپ ﷺ کا اسمِ جمالی، اپنے اسمِ جلالی کے ساتھ مربوط و مضبوط کیا، جب ہی تو مؤذن پانچوں وقت (بہ وقتِ اذان) اس بات کی گواہی "اشھد" کہہ کر دیتا ہے۔

علامہ عبد الرحمن البرقوتی اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"المؤذن یقول فی کل صلاۃ من الصلوٰت الخمس اشھد ان لا الٰه الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ" [۲۲]

ترجمہ: مؤذن (اذان دینے والا) پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز سے قبل (اذان واقامت) میں ہر دو مقام پر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ "کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ، اللہ کے رسول ہیں۔"

ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں ۔

وَشَـقَّ لَـهٗ مَـنْ اِسْـمِـهٖ لِیُجِلَّـهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّلٰهٰذَا مُحَمَّدٌ [۲۳]

ترجمہ: اللہ ربّ ذوالجلال نے آپ ﷺ کے اسمِ جمالی کو اپنے اسمِ جلالی سے مشتق فرمایا، تاکہ اس کی عظمت وہیبت ظاہر ہے۔ اسی لیے تو وہ (اللہ قادرِ مطلق) عرشِ بالا پر "محمود" ہے اور آپ ﷺ "محمد" ہیں یعنی وہ پروردگار، ربّ العالمین اور آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔

آپ ﷺ کے مقام علیا اور مراتبِ عظمیٰ سے متعلق ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجٰتٍ" [۲۴]

ترجمہ: اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔[۲۵]

علامہ نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کریمہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"وہ حضور پُر نور سیّد الانبیا محمد مصطفی ﷺ ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ تمام انبیا علیہم السلام پر افضل کیا، اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور ﷺ کی اس رفعت و مرتبت کا بیان فرمایا گیا ہے اور نامِ مبارک کی تصریح نہ کی گئی، اس سے بھی حضور اقدس ﷺ کے علو شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذاتِ والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذاتِ اقدس کے، یہ وصف کسی پر صادق نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ ﷺ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شمار ہیں۔" [۲۶]

علامہ جلال الدین سیوطی اس آیتِ کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ورفع بعضھم: ایّ محمدًا (اس سے مراد محمد ﷺ ہیں)

درجٰت: علیٰ غیرہ بعموم الدعوۃ وختم النبوۃ بہ وتفضیل امتہ علی سائر الامم والمعجزات المتاکثرہ والخصائص العدیدۃ۔ [۲۷]

ترجمہ: آپ ﷺ کو تمام انبیاء پر اور آپ ﷺ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا۔ آپ ﷺ کو ختم نبوت کا منصب عطا ہوا، بے شمار معجزات، شفاعتِ کبریٰ اور معراج عطا ہوئی، علاوہ ازیں بے شمار خصائص و مراتب عطا ہوئے۔

آپ مزید لکھتے ہیں:

"درجات ای بدرجات اولیٰ درجات یعنی ومنھم من رفعہ علی سائر الانبیاء فکان بعد تفاوتھم فی الفضل فھم بدرجات کثیرۃ وھو محمد ﷺ" [۲۸]

ترجمہ: درجات سے مراد درجۂ اولیٰ و علیا ہے، یعنی آپ ﷺ کو تمام انبیائے کرام پر فضیلت دی گئی، بعد اس کے کہ آپ ﷺ فضل و نعم میں ان سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور یہاں درجاتِ کثیرہ جس نبی کو عطا ہوئے، اس سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"قولہ بعموم الدعوۃ ای الی الجن والانس وکان النبی قبلہ یبعث الیٰ قومہ خاصۃ والخصائص العدیدۃ من ایتاء والشفاعۃ العظمٰی وجوامع الکلم واحلال الغنائم وجعل الارض لہ مسجد اوطھور اوالیٰ غیر ذلک من فضائل الدارین و قد ذکر ابوسعید النیشا فوری فی شرف المصطفٰی ان عدد الذی خصّ ﷺ ستّون فصلہ۔" [۲۹]

ترجمہ: عموم کی نسبت جنات و انسان سب کی طرف ہے۔ یہ آپ ﷺ کا تخصص ہے کہ جنات بھی آپ ﷺ کی امت میں شامل ہیں جو کہ انسان سے ایک علیٰحدہ مخلوق ہے۔ جو انبیائے کرام آپ سے قبل مبعوث ہوئے، ان سب پر اور ان کی اقوام پر آپ کو خصوصیت و اہمیت اور رفعت و عظمت حاصل ہے۔ آپ کے خصائص بے شمار ہیں۔ آپ کو شفاعتِ عظمیٰ عطا کی گئی ہے۔ آپ کو جوامع الکلم (کلمات العلیاء) عطا ہوا، اور غنائم (چوپائے) آپ کی امت کے لیے حلال کیے گئے۔ آپ ﷺ کو پاک

صاف زمین عطا کی گئی، مساجد و عبادت کے لیے (پورا فرش آپ کے زیرِ تسلط ہے)، علاوہ ازیں آپ ﷺ کو دارین (آخرت) کی تمام فضیلتیں، بزرگیاں، شرف و عز عطا ہوئیں۔ ابو سعید نیشاپوری نے اپنی تحقیقِ انیق "شرفِ مصطفیٰ ﷺ" میں آپ ﷺ کے ستر خصائص بیان و شمار فرمائے ہیں۔"

مفتی ابو الظفر غلام یٰسین رازؔ امجدی اعظمی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

"حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حضورِ اقدس نبی مکرم نورِ مجسم ﷺ کی ولادتِ مبارک کی صبح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ شریف پر اور بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے مابین نصب فرمایا۔ اسی طرح بحکمِ الٰہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر، جو کعبہ شریف کے بالکل سیدھ میں، کعبہ جیسی ایک عمارت ہے، ایک جنڈا اس پر لہرایا یعنی اٹھارہ ہزار کائنات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ ﷺ کو سربلندی، بلکہ ساری کائنات کی سلطنت عطا فرمائی"۔ [۳۰] (امام احمد رضا نے اپنی تحقیقِ انیق "زواہر الجنان من جواہر البیان" معروف بہ "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" ۱۲۹۷ھ میں بکثرت آیات و احادیث و اقوالِ علمائے دین سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ ساری کائنات حضور ﷺ کے زیرِ نگیں ہے۔)

۲۔ امام احمد رضا نے اس شعر کے مصرعۂ اولیٰ میں حضور ﷺ کے مرتبۂ علیا کا اشارہ فرمایا ہے، جب کہ مصرع ثانی میں اشارۃً پہلے شہر مکہ کا ذکر کیا ہے، کیوں کہ یہی شہر آپ ﷺ کا آبائی وطن، آپ ﷺ کا مولد و مسکن اور آپ ﷺ کے قدوم لزوم سے آشنا ہونے والی اولین سرزمین ہے۔ اس شہر کی حرمت کے بارے میں اللہ ربِّ ذوالجلال نے قسم کھائی ہے اور اللہ کا قسم کھانا محض آپ ﷺ سے نسبت کی وجہ سے ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمانِ عالی شان ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ [۳۱]

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ [۳۲]

علامہ سیّد نعیم الدین مراد آبادی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سیّدِ عالم ﷺ کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔" [۳۳]

اللہ ربِّ ذوالجلال نے اپنے محبوب کے مولد و مسکن ہونے کے سبب اس سورۃ کا نام ہی سورۃ "البلد" (شہر) رکھ دیا، یعنی اس شہر کو بنامِ بلد استعارہ بنادیا، کہ جیسے ہی ذہنِ انسانی لفظ بلد تک رسائی پائے، تو اس کے محبوب ﷺ کے مولد و مسکن شہر مکہ کا نقشہ اس کے خیال میں آئے، یعنی وہ اس شہر "بلد الامین" میں کھو جائے۔ ربِّ ذوالجلال نے اس شہر کو ہیبت و جلالت بخشنے اور اس کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے دوسری مرتبہ پھر اس کی قسم کھائی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" [۳۴]

ترجمہ: اور اس امان والے شہر کی۔ [۳۵]

علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے اس "بلد الامین" سے مراد "مکۃ المکرمہ" لکھا ہے [۳۶] جب کہ علامہ سیوطی نے بھی اس سے مراد "ای مکہ" تحریر کیا ہے۔ [۳۷]

۳۔ کلام: اس سے مراد احادیثِ کریمہ، فرمانِ رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی اللہ سے باتیں ہیں، جس کو اس

نے پورا فرمایا اور وہ وعدے ہیں جن کو اس نے نبھایا۔ یہ آپ ﷺ کا مقامِ اولیٰ ہے۔ اللہ ربِّ ذوالجلال قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

"وقیلہٖ یارب ان ھٰؤلآءِ قوم لایؤمنون" [۳۸]

ترجمہ: مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔[۳۹]

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں علامہ نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

"اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور سیّدِ عالم ﷺ کے قول مبارک کی قسم فرمانا، حضور ﷺ کے اکرام اور حضور ﷺ کی دعاو التجا کے احترام کا اظہار ہے۔[۴۰]

علامہ سیوطی نے "وقیلہ" کا مصداق حضور نبیِ کریم ﷺ کو قرار دیتے ہوئے یوں لکھا ہے: "ای قول محمد ﷺ" [۴۱] اللہ ربِّ ذوالجلال نے سوائے حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ (زندگی) کے، کسی اور کی قسم نہیں کھائی۔ یہ بھی آپ ﷺ کے رتبہ علیا کی دلیل ہے۔

۴۔ **بقا: (حیاتِ مبارکہ)** فرمانِ ربِّ ذوالجلال ہے:

لعمرك اِنَّھُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ [۴۲]

ترجمہ: اے محبوب! تمہاری جان کی قسم! وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔[۴۳]

علامہ نعیم الدین مرادآبادی اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الٰہی میں آپ ﷺ کی جان پاک کی طرح عزت و حرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم ﷺ کی عمر کے سوا کسی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی۔ یہ مرتبہ صرف حضور ﷺ ہی کا ہے۔ اب اس قسم کے بعد ارشاد فرماتا ہے۔" [۴۴]

یہ آیتِ کریمہ ناموسِ رسالت پر دال ہے اور مسلمانوں کو آپ ﷺ کی آن پر مر مٹنے کا درس دیتی ہے۔ ربِّ ذوالجلال جس کی زندگی کی قسم کھالے، اسے دنیا کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچاسکتی۔ اہلِ ایمان پر ربِّ تعالیٰ کی اس قسم کی پاس داری لازم ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے "لعمرک" کا مصداق حضور ﷺ کو قرار دیتے ہوئے یوں لکھا ہے: "خطاب للنبی ای حیاتك"۔[۴۵] آپ بحوالہ جمالین لکھتے ہیں:

"وفی الدر المنثور للشیخ المصنف اخرج ابن مردویه عن ابی هریرة عن رسول اللہ ﷺ قال ما حلف اللہ بحیٰوة احدا لابحیٰوة محمد ﷺ قال لعمرك انهم سكرتهم يعمهون" [۴۶]

ترجمہ: صاحبِ درمنثور، شیخ مصنف نے ابنِ مردویہ سے اور انہوں نے حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ ربِّ ذوالجلال نے کسی زندگی کی ضمانت نہیں دی سوائے محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے جیسا کہ اس کا فرمان ہے: "لعمرك انهم لفی سکرتھم یعمھون"۔

اور بحوالہ تفسیر روح المعانی یوں درج ہے: "لعمرك قسم من اللہ تعالیٰ لحیاة النبی ﷺ وھو المشھور وعلیه الجمھور۔" [۴۷]

ترجمہ: یہی مشہور اور علمائے جمہور کا اتفاق اس بات پر ہے کہ "لعمرك" سے مراد حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہے۔

حواشی

۱۔ حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص ۹۲
۲۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۰۳۵
۳۔ ایضاً، ص ۱۰۰۰
۴۔ حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص ۹۸
۵۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۶
۶۔ الصحیح البخاری، الجلد الثانی، کتاب الادب، باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصدہ عن ذکر اللہ والعلم والقرآن، ص ۹۰۹
۷۔ ایضاً
۸۔ عمدۃ القاری فی الشرح صحیح البخاری، الجزء الثانی والعشرون، ص ۱۸۸
۹۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷
۱۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، ۴۱۰، ۴۱۱
۱۱۔ تفسیر جلالین، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۳۱۷، بحوالہ ابوداؤد
۱۲۔ حدائقِ بخشش، حصہ دوم، ص ۲۱۲
۱۳۔ حدائقِ بخشش، حصہ اوّل، ص ۲۹
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۹، ۳۰
۱۵۔ پارہ ۳۰، سورۂ الم نشرح، آیت ۴
۱۶۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت ۴، سورۂ الم نشرح، پارہ ۳۰
۱۷۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ کنزالایمان من تحت آیت ایضاً، حاشیہ ۴
۱۸۔ تفسیر جلالین من تحت آیت ۴، سورہ الم نشرح، پارہ ۳۰، ص ۵۰۲، حاشیہ ۲۱
۱۹۔ ایضاً
۲۰۔ حوالۂ مذکور
۲۱۔ شرح دیوان حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۴
۲۲۔ ایضاً
۲۳۔ حوالۂ مذکور
۲۴۔ پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۳
۲۵۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت ۲۵۳، سورۃ البقرۃ، پارہ ۳
۲۶۔ ایضاً، حاشیہ ۵۱۶
۲۷۔ تفسیر جلالین، پارہ ۳، سورۃ البقرہ، ص ۳۹
۲۸۔ ایضاً، حاشیہ ۱۰، بحوالہ مدارک
۲۹۔ حوالۂ مذکور، حاشیہ ۱۱، بحوالہ کمالین
۳۰۔ وثائقِ بخشش شرحِ حدائقِ بخشش، حصہ اول، ص ۲۰
۳۱۔ پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱، ۲
۳۲۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت ۱، ۲، سورۃ البلد، پارہ ۳۰
۳۳۔ خزائن العرفان برحاشیہ کنزالایمان من تحت آیت ۲، ۱، سورۃ البلد، پارہ ۳۰، حاشیہ ۳
۳۴۔ پارہ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۳
۳۵۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت ۳، سورۃ التین، پارہ ۳۰
۳۶۔ تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ کنزالایمان من تحت آیت ۳، سورۃ التین، پارہ ۳۰، حاشیہ ۴

۳۷۔ تفسیر جلالین، پارہ۳۰، سورۃ التین، آیت۳، ص۴۹۹

۳۸۔ پ ۲۵، سورۃالزخرف، آیت:۸۸

۳۹۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیت۸۸، سورۃالزخرف، پارہ:۲۵

۴۰۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن برحاشیہ کنزالایمان من تحت آیت۸۸، سورۃ الزخرف، پارہ۲۵، حاشیہ ۱۴۱

۴۱۔ تفسیر جلالین، پارہ۲۵، سورۃالزخرف، آیت۸۸، ص۴۱۰

۴۲۔ پارہ۱۴، سورۃالحجر، آیت۷۲

۴۳۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن من تحت آیۃ۷۲، سورۃالحجر، پارہ۱۴

۴۴۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن برحاشیہ کنزالایمان من تحت آیت ۷۲، سورۃالحجر، پارہ۱۴

۴۵۔ تفسیر جلالین من تحت آیت ۷۲، سورۃالحجر، پارہ۱۴، ص۲۱۴

۴۶۔ ایضاً، ص۲۱۴، حاشیہ ۱۶

۴۷۔ حوالۂ مذکورہ

کتابیات

۱۔ محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، پروفیسر۔ حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، اسلامی کتب خانہ، سیالکوٹ۔ ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

۲۔ ظفر الدین، مولانا، قادری، رضوی۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت۔ مکتبۂ نبویہ، لاہور۔ ۲۰۰۳ء

۳۔ بریلوی، مولانا احمد رضا خاں۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاٹ نمبر ۱۶۳، لاہور

۴۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، امام۔ الصحیح البخاری، نور محمد اصح المطابع، کارخانۂ تجارتِ کتب، کراچی

۵۔ العینی، بدر الدین، ابو محمد محمود، علامہ۔ العمدۃ القاری فی الشرح البخاری۔ ادارۃ طباعۃ المنیریہ بشارح الکحکبین، مصر

۶۔ الخطیب، ولی الدین ابو عبداللہ بن عبداللہ۔ مشکوٰۃ المصابیح، نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۶۸ھ

۷۔ السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن ابی بکر، علامہ۔ تفسیر جلالین۔ قدیمی کتب خانہ، کراچی

۸۔ بریلوی، مولانا، احمد رضا خاں۔ حدائقِ بخشش۔ نذیر سنز، لاہور

۹۔ انصاری، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت۔ دیوانِ حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ۔ شارح عبد الرحمٰن البرقوقی، میر محمد کتب خانہ، کراچی

۱۰۔ اعظمی، امجدی، ابوالظفر غلام یٰسین، مفتی، مولانا۔ وثائقِ بخشش شرحِ حدائقِ بخشش، حصہ اول، مکتبۂ امجدیہ، دارالعلوم قادریہ رضویہ، ملیر، سعود آباد۔ کراچی، بار اوّل ۱۹۷۶ء (دیوانِ نعت)

۱۱۔ بریلوی، امام، احمد رضا، حدائقِ بخشش۔ ضیاء الدین پبلی کیشنز، کراچی

☆☆☆

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک رسالہ

اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ

ندیم احمد ندیم قادری نورانی

اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ (۱۳۲۰ھ)

ترجمہ: ''بعض ناموں کے حکم کے لیے حسین زیور''۔

اَلنُّوْرُ وَالضِّیَاءُ فِیْ اَحْکَامِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ (۱۳۲۰ھ)

ترجمہ: ''بعض ناموں کے احکام سے متعلق نور اور ضیا''۔

موضوع: بعض ناموں کا جواز و عدم جواز (یعنی بعض ناموں کے جائز اور ناجائز ہونے کا بیان)۔

خلیفہ و شاگردِ اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے ۱۳۲۷ھ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل و محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیفات و تالیفات کی ایک فہرست مسمّٰی بہ اسمِ تاریخی ''اَلْمُجْمَلُ الْمُعَدَّدُ لِتَالِیْفَاتِ الْمُجَدِّدِ'' ترتیب دی، جسے مرکزی مجلس رضا، لاہور، نے شایع کیا۔ اس فہرست میں یہ نام اس طرح ''اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ'' لکھا ہوا ہے اور اسی طرح لکھنے سے اس تاریخی نام کے عدد ''۱۳۲۰'' حاصل ہوتے ہیں؛ جب کہ علامہ عبد المبین نعمانی صاحب کی ترتیب شدہ فہرست ''اَلْمُصَنَّفَاتُ الرِّضَوِیَّۃُ'' معروف بہ ''تصانیفِ امام احمد رضا'' مطبوعۂ رضا اکیڈمی، ممبئی، کے صفحہ ۲۸ پر اس نام میں ''الحلیۃ الاسماء'' کی جگہ 'الحلیۃ الاسمیٰ' مرقوم ہے، جس سے یہ نام تاریخی نہیں رہتا۔ تصانیفِ امام احمد رضا میں اس نام پر حاشیہ دے کر علامہ عبد المبین نعمانی لکھتے ہیں:

''یہ رسالہ احکامِ شریعت حصہ دوم میں شامل ہے۔''

احکامِ شریعت حصّۂ دوم میں تو ہمیں ناموں سے متعلق کوئی رسالہ نہ مل سکا؛ البتہ احکامِ شریعت مطبوعۂ فرید بک ڈپو، نیو دہلی، انڈیا، حصّۂ اوّل، صفحات: ۷۲ تا ۹۸؛ احکامِ شریعت مطبوعۂ شبیر برادرز، لاہور، حصّۂ اوّل، صفحات: ۹۲ تا ۱۱۸ اور احکامِ شریعت مطبوعۂ پروگریسو بکس، لاہور، حصّۂ اوّل، صفحات: ۹۰ تا ۱۱۶ پر بعض ناموں کے احکام سے متعلق ایک طویل فتویٰ موجود ہے اور ان تینوں نسخوں میں اس فتوے کا کوئی نام یا عنوان نہیں دیا گیا؛ جب کہ احکامِ شریعت کے ایک نسخۂ قدیمہ مطبوعۂ جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ، بریلی، کے حصّۂ اوّل، صفحات: ۴۳ تا ۶۴ پر بھی یہ فتویٰ موجود ہے اور اس کے شروع میں اس فتوے کا نام بھی دیا گیا ہے لیکن دیمک کی نذر ہونے کی وجہ سے اس نام کے صرف آخری دو لفظ ''بعض الاسماء'' ہی تبرکاً پڑھے جاسکتے ہیں۔ یہ فتویٰ اردو زبان میں ہے اور

احکامِ شریعت میں استفتا کی تاریخ "۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ" مرقوم ہے۔ المجمل المعدد اور تصانیفِ امام احمد رضا دونوں ہی فہرستوں کے مطابق "اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ" کی زبان "اردو" اور سنِ تالیف "۱۳۲۰ھ" ہے؛ نیز یہ فتویٰ بعض ناموں کے احکام سے متعلق ہے اور اس رسالے کے نام میں "لحکم بعض الاسماء" کے الفاظ موجود ہیں۔ اس تفصیلی گفتگو کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ احکامِ شریعت حصّہ اوّل میں شامل مذکورہ فتوے ہی کا تاریخی نام "اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ" (۱۳۲۰ھ) ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ فتویٰ ہے جسے رضا اکیڈمی، بمبئی، نے اگست ۱۹۹۴ء میں پہلے فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۹ نصفِ اوّل کے صفحات ۲۰۰ تا ۲۰۶ پر بغیر کسی نام یا عنوان کے نامکمل صورت میں اور پھر ۱۹۹۸ء میں الگ سے بہ ظاہر مکمل صورت میں "اَلنُّوْرُ وَالضِّیَاءُ فِیْ اَحْکَامِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ (۱۳۲۰ھ)" کے غیر تاریخی نام سے شایع کیا اور اس کا اردو نام "بچّوں اور بچیوں کے اسلامی نام" رکھا۔ بعد میں اسی الگ سے شایع کردہ نسخے ہی کی نقل پروگریسو بکس، لاہور، نے شایع کی۔ "اَلنُّوْرُ وَالضِّیَاءُ فِیْ اَحْکَامِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ" ہی کے نام سے رضا فاؤنڈیشن، لاہور، نے فروری ۲۰۰۳ء میں فتاویٰ رضویہ کی ۲۴ویں جلد میں اس فتوے کو مکمل صورت میں شامل کیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ "اَلْحِلْیَۃُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ" (۱۳۲۰ھ) ہی "اَلنُّوْرُ وَالضِّیَاءُ فِیْ اَحْکَامِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ" کا تاریخی نام یا لقب ہے؛ لیکن حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی برکاتی رضوی مدظلہ العالی نے اپنی تصنیف "امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر" مطبوعۂ رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز ۳۸۔ اردو بازار، لاہور، کے صفحہ ۸۹ پر اِن دونوں رسالوں کو الگ الگ شمار کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مذکورہ نسخوں کی بعض عبارات میں فرق

رضا اکیڈمی، ممبئی، کے علاحدہ سے شایع کردہ نسخے، نیز پروگریسو بکس، لاہور، کے نسخے، فتاویٰ رضویہ قدیم وجدید اور احکامِ شریعت کے مذکورہ چاروں نسخوں کی ورق گردانی کے دوران ہمیں بعض عبارات ایسی بھی نظر آئیں کہ جن میں باہم فرق تھا۔ اُن میں سے بہت سی چھوٹی موٹی اور معمولی نوعیت کی کتابت کی غلطیوں (مثلاً احکامِ شریعت مطبوعۂ جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ، بریلی، کے قدیم نسخے کے صفحہ نمبر ۵۱ پر "علی حسین" لکھا ہے؛ جب کہ دیگر نسخوں میں اس جگہ "غلام حسین" مرقوم ہے اور سیاق وسباق کے مطابق "غلام حسین" ہی درست ہے۔) کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم یہاں چیدہ چیدہ اور اہم عبارات کا فرق بیان کرتے ہیں۔

مُسْتَفْتِیْ (فتویٰ طلب کرنے والا) کا نام:

رضا اکیڈمی، ممبئی، اور پروگریسو بکس، لاہور، کے نسخوں میں، نیز فتاویٰ رضویہ قدیم وجدید میں مستفتی کا نام "شیخ شوکت علی فاروقی" درج ہے؛ جب کہ احکامِ شریعت کے مذکورہ چاروں نسخوں میں سے کسی میں بھی مستفتی کا نام مذکور نہیں۔

استفتا کی تاریخ کا فرق:

فتاوٰی رضویہ قدیم وجدید اور احکام شریعت کے مذکورہ بالا تمام نسخوں میں استفتا (فتوٰی طلب کرنا) کی تاریخ "۶ر جُمَادَی الْاُوْلیٰ ۱۳۲۰ھ" لکھی ہوئی ہے؛ جب کہ رضا اکیڈمی، ممبئی، کے علاحدہ سے شایع کردہ نسخے اور اس کی نقل (پروگریسو بکس، لاہور، کا پورا نسخہ بہ غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رضا اکیڈمی، کے مذکورہ نسخے ہی کی نقل ہے۔) میں "۶ر جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ" مرقوم ہے۔ "جمادی الثانی" غالباً کتابت کی غلطی ہے۔

استفتا کی ابتدائی عبارت میں فرق:

رضا اکیڈمی، ممبئی، کے الگ سے شایع کردہ نسخے اور اس کی نقل، نیز فتاوٰی رضویہ جدید میں استفتا اس طرح شروع ہوتا ہے: "علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین دریں مسئلہ چہ می فرمایند کہ"، فتاوٰی رضویہ قدیم میں استفتا کا آغاز یوں ہے: "علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ" اور احکام شریعت کے مذکورہ چاروں نسخوں میں استفتا کی ابتدا کچھ اس طرح ہے:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ"۔

بعض ناموں کی تعداد:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ رسالہ بعض ناموں کے جَوَاز اور عَدَمِ جَوَاز سے متعلق ہے۔ دورانِ مطالعہ، مذکورہ نسخوں میں ناموں سے متعلق عبارات میں بھی فرق دیکھنے میں آیا۔ ہم یہاں اُن عبارات کا فرق اور استفتا و جوابِ استفتا میں شامل ناموں کی مکمل فہرست بیان کریں گے۔

استفتا میں شامل نام اور اُن کی تعداد کا فرق:

جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ، بریلی، کے شایع کردہ احکامِ شریعت کے قدیم نسخے میں یہ سولہ (۱۶) نام درج ہیں: "تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، احمد نبی، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی"۔ احکامِ شریعت کے بقیہ تینوں نسخوں میں "احمد نبی" کے علاوہ بقیہ تمام پندرہ نام مرقوم ہیں؛ رضا اکیڈمی اور پروگریسو بکس والے نسخوں، نیز فتاوٰی رضویہ قدیم و جدید میں چودہ (۱۴) نام مذکور ہیں: اس طرح کہ ابتدائی تین نام: تاج الدین، محی الدین اور نظام الدین تو مذکور نہیں، البتہ "محمد نبی" کے بعد اور "محمد یٰسین" سے پہلے یہ دو نام: احمد نبی اور نبی احمد درج ہیں۔ بقیہ تمام نام مذکورہ بالا ترتیب ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔ نیز، احکامِ شریعت، فتاوٰی رضویہ وغیرہ مذکورہ بالا سبھی نسخوں میں اعلیٰ حضرت کے جواب کی ابتدا ان الفاظ سے ہوئی ہے:

"محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں۔ یہ الفاظِ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں"۔

ناموں کی مکمّل تعداد اور فہرست:

مختلف نسخوں میں درج شدہ استفتا اور جوابِ استفتا کی ابتدائی عبارت پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ استفتا میں

شامل ناموں کی مکمل اور صحیح تعداد سترہ(۱۷) ہے اور ان کی ترتیب یہ ہے: ''تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی''۔ لیکن افسوس، چار نسخوں میں صرف چودہ (۱۴)، تین نسخوں میں پندرہ(۱۵) اور ایک نسخے میں زیادہ سے زیادہ سولہ (۱۶) نام درج ہیں۔ کسی ایک نسخے میں بھی پورے سترہ(۱۷) نام موجود نہیں۔

استفتا کے جواب میں مذکور نام:

احکامِ شریعت کے مذکورہ چاروں نسخوں اور فتاوٰی رضویہ جدید میں استفتا کے جواب میں بھی اُنھی سترہ(۱۷) ناموں کا حکم بیان کیا گیا ہے جن کا ابھی ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ نیز، احکامِ شریعت مطبوعہ جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ، بریلی، کے صفحہ نمبر ۴۸؛ احکامِ شریعت مطبوعہ فرید بک ڈپو، نیو دہلی، کے صفحہ نمبر ۷۹؛ احکامِ شریعت مطبوعہ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، کے صفحہ نمبر ۹۹؛ احکامِ شریعت مطبوعہ پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور، کے صفحہ نمبر ۹۷، اور فتاوٰی رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۶۸۵ پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''سترہ(۱۷) نام کہ سائل نے پوچھے اُن میں سے یہی دس[1] ناجائز و ممنوع ہیں؛ باقی سات[2] میں حرج نہیں۔''

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ناموں کی درست تعداد سترہ(۱۷) ہے۔ لیکن ہمیں سخت افسوس اور حیرت ہے کہ فتاوٰی رضویہ جدید کے صرف استفتا میں غلطی سے اور رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع کردہ فتاوٰی رضویہ کی جلد ۹ نصفِ اوّل، اور رضا اکیڈمی ہی کے الگ سے شائع کردہ نسخے اور اس کی نقل (پروگریسو بکس، لاہور، کا نسخہ) میں اہتمام کے ساتھ استفتا اور جوابِ استفتا دونوں ہی جگہ صرف چودہ(۱۴) ناموں کا ذکر ہے اور اس پر مزید تعجب یہ ہے کہ ابھی ہم نے سترہ(۱۷) ناموں سے متعلق جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی تحریف کا نشانہ بنادی گئی۔ چناں چہ فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ۹ نصفِ اوّل کے صفحہ نمبر ۲۰۲، رضا اکیڈمی کے نسخے کے صفحہ نمبر ۱۰، اور پروگریسو بکس، لاہور، کے نسخے کے صفحہ نمبر ۸ پر مذکورہ عبارت اس طرح درج ہے:

''چودہ(۱۴) نام کہ سائل نے پوچھے اُن میں سے یہ سات ناجائز و ممنوع ہیں؛ باقی سات میں حرج نہیں۔''

اس عبارت میں ''سترہ (۱۷)'' کی بجائے ''چودہ (۱۴)'' نہ صرف لکھا گیا بلکہ عملی طور پر کرکے دکھایا بھی گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ مذکورہ عبارت سے پہلے فتاوٰی رضویہ جدید جلد ۲۴ اور احکامِ شریعت کے مذکورہ تمام نسخوں میں اِن تین ناموں: نظام الدین، محی الدین اور تاج الدین کے حکم سے متعلق اعلیٰ حضرت کی یہ تفصیلی عبارت بھی موجود ہے:

''نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے، جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، محی الاسلام، بدر الاسلام وغیرہ ذٰلک، سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکر

وہ ممنوع لکھا۔ اکابرِ دین قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ کہ امثالِ اسامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں، القاب ہیں کہ ان مقاماتِ رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انھیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی، فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ، صدرالشریعہ، یونہیں محی الحق والدین حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم، معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمر سُہروردی، بہاء الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود، نظام الحق والدین سلطان الاولیا محبوبِ الٰہی، محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نورالنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقبِ پاک محی الدین خود روحانیتِ اسلام نے رکھا، جس کی روایت معروف ومشہور اور بهجة الاسرار شریف وغیرہ کتبِ ائمہ وعلما میں مذکور۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ [۳]

فصول علامی میں ہے لایسمیہ بما فیہ تزکیۃ۔ ردالمحتار میں ہے:

یؤخذ من قوله ولا بما فیه تزکیة المنع عن نحو محی الدین و شمس الدین مع ما فیه من الکذب والف بعض المالکیة فی المنع منه مؤلفا و صرح به القرطبی فی شرح الاسماء الحسنیٰ وانشد بعضهم فقال ؎

① اری الدین یستحیی من الله ان یُرٰے
وهٰذا له فخر و ذاك نصیر

② فقد کثرت فی الدین القاب عصبته
هم ما فی مراعی المنکرات حمیر

③ وانی اجل الدین عن عزة بهم
واعلم ان الذنب فیه کبیر

ونقل عن الامام النووی انه کان یکره من لقبه بمحی الدین و یقول لا اجعل من دعانی به فی حل وما ال ذلك العارف بالله تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابه تبیین المحارم واقام الطامة الکبری علی المتسمین بمثل ذلك و انه من التزکیة المنهی عنها فی القراٰن ومن الکذب قال ونظیره ما یقال للمدرسین بالترکی افندی وسلطانم ونحوه۔ ثم قال فان قیل هٰذه مجازات صارت کالاعلام فخرجت عن التزکیة فالجواب ان هٰذا یرده مایشاهد من انه اذا نودی باسمه العلم وجد علی من ناداه به فعلم ان التزکیة باقیة الخ۔"[۴]

جب کہ فتاویٰ رضویہ قدیم، رضا اکیڈمی اور پروگریسو بکس کے نسخوں میں مذکورہ عبارت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اِن نسخوں میں، اوّلاً، استفتا کے شروع سے ان تینوں ناموں (تاج الدین، محی الدین اور نظام الدین) کو نکالا گیا؛ ثانیاً، جوابِ استفتا میں ان تینوں ناموں سے متعلق اعلیٰ حضرت کی عبارت کو حذف کیا گیا؛ ثالثاً، جوابِ استفتا ہی میں سترہ (۱۷) ناموں کا ذکر کرنے والی صریح عبارت میں "سترہ (۱۷)" کو "چودہ (۱۴)" سے تبدیل کر کے مہر ثبت کر دی گئی کہ یہ فتوٰی چودہ ناموں ہی کے حکم سے متعلق ہے، نہ کہ سترہ ناموں کے بارے

میں۔ پروگریسو بکس، لاہور، والوں نے تو یہ رسالہ رضا اکیڈمی کے نسخے کے مطابق شایع کیا ہے۔ اس لیے ان پر کوئی الزام نہیں۔ ہم رضا اکیڈمی، ممبئی، کو بھی کوئی الزام دینا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ وہ نہ صرف عشّاقِ اعلیٰ حضرت سے ہیں بلکہ جگر گوشۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی علیہ الرحمۃ سے شرفِ بیعت بھی رکھتے ہیں اور گذشتہ کئی سالوں سے رضویات کے فروغ میں کوشاں ہیں؛ اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متعدد تصنیفات شایع کر کے منظرِ عام پر لا چکے ہیں۔

ہمارا مقصد تو رضا اکیڈمی سمیت تمام سنّی ناشرین کو ان امور کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ

۱۔ بدعقیدوں بالخصوص دشمنانِ اعلیٰ حضرت سے ہوشیار رہیں۔

۲۔ کسی کتاب کو شایع کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں؛ بلکہ اپنی مطبوعات پریس میں بھیجنے سے پہلے از خود یا کسی صحیح العقیدہ علمی و معتبر شخصیت سے اچھی طرح چیک کریں یا کروائیں تاکہ کوئی بدعقیدہ کتابت، کمپوزنگ یا پروف ریڈنگ کے عمل میں گھس کر کسی طرح کی کوئی تحریف (تبدیلی) یا کمی بیشی نہ کر سکے۔

۳۔ ہماری مذکورہ بالا تفصیلی معروضات پر غور کرتے ہوئے اور ذکر کردہ تمام نسخوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، آئندہ اس رسالے کو اچھی طرح تصحیح کے بعد مکمل صورت میں شایع کیا جائے۔

آخر میں، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمیت تمام صحیح العقیدہ اہلِ سنّت کی کتب کو دشمنوں کی نظر اور تحریفات سے بچائے اور اعلیٰ حضرت اور ان کے صاحبزادگان اور تمام خلفا بالخصوص میرے دادا پیر مبلغِ اعظم حضور علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی قادری اور میرے پیر و مرشد قائدِ اہلِ سنّت، قائدِ ملّتِ اسلامیہ مبلغِ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً کے اعلیٰ علیین و جنّت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اس تحریر کو میری، میرے والدین، اہل و عیال، بہن بھائیوں، اَعِزا و اَقربا اور احباب کی بخشش کا ذریعہ بنائے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وبارک وسلم۔

حواشی

۱۔ دس نام یہ ہیں: (۱) محمد نبی (۲) احمد نبی (۳) نبی احمد (۴) نبی جان (۵) محمد یٰسین (۶) محمد طٰہٰ (۷) غفور الدین (۸) نظام الدین (۹) محی الدین (۱۰) تاج الدین۔

۲۔ سات نام یہ ہیں: (۱) علی جان (۲) محمد جان (۳) غلام علی (۴) غلام حُسین (۵) غلام غوث (۶) غلام جیلانی (۷) ہدایت علی۔

۳؎ پارہ:۲۷، سورۃ النجم، آیت: ۳۲۔ کنزالایمان میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: "آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ۔"

۴؎ جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ، بریلی، کے قدیم نسخے کے سوا احکامِ شریعت کے بقیہ تینوں ہی مذکورہ بالا نسخوں میں ردّالمحتار کی اس عربی عبارت کے اردو ترجمے کا اضافہ تو کیا گیا ہے؛ لیکن اُن میں موجود ترجمے میں کچھ خامی ہے۔ اسی ترجمے کو حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی محمد سیف الرحمٰن (ہری پور، ہزارہ) صاحب نے بعض ضروری اصلاحات کے ساتھ فتاوٰی رضویہ جلد ۲۴ کے صفحات ۶۸۴ تا ۶۸۵ پر بہتر انداز میں پیش کیا ہے۔ ہم یہاں قاضی صاحب ہی کے اصلاح کردہ ترجمے کو نقل کر رہے ہیں:

ترجمہ: "مصنف کے قول لا بما فیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے ممانعت مثلِ محی الدین و شمس الدین نام رکھنے میں ہے۔ علاوہ اس کے، اس میں جھوٹ بھی ہے اور بعض مالکی علما نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنٰی میں کی ہے؛ اور بعض نے اس بارے میں کچھ اشعار لکھے ہیں۔ پس کہا ہے:

(اشعار کا ترجمہ) (۱) میں دیکھتا ہوں دین کو حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے جو دکھایا جائے،

حالانکہ یہ اس کے لیے فخر ہے اور یہ اس کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے۔

(۲) تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے؛

یہ وہ لوگ ہیں جو بُرائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں۔

(۳) اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں کے ساتھ اس کی عزت میں ہے۔

اور جان لے کہ اس میں اُن کا بڑا گناہ ہے۔'

اور امام نووی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے ملقّب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب سے پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ اور اسی کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان عارف باللہ اپنی کتاب تبیین المحارم میں اور اس طرح کے نام رکھنے والوں کے خلاف حجتِ قاہرہ قائم کی اور فرمایا کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآنِ مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے اور کہا مثل اس کے وہ جو کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی و سلطانم اور اس کی مثل پھر کہا ہے پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں کی طرح ہو گئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رد کرتا ہے، کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے، پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لیے باقی ہے الخ۔"

❁❁❁❁❁

علامہ فیض احمد اویسی۔ صاحبِ مقالاتِ کثیرہ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ (الشعراء: ۱۰۷تا۱۰۹)

ترجمہ: بے شک میں تمھارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں تم سے اس پر کچھ اُجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہاں کا ربّ ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ نے داعی الی اللہ کی حیثیت سے ۲۲سال اور چند ماہ ابلاغِ دین کا فریضہ انجام دیا جس کے باعث ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب کرام اور صحابیات کی ٹیم تیار ہوگئی جس نے پھر آپ ﷺ کے بعد ابلاغِ دینِ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا، صحابۂ کرام اپنے بعد یہ علمی وراثت تابعین کو سونپ گئے جنھوں نے اس وراثت کو تبع تابعین کی جماعت تک پہنچایا اور یوں ابلاغِ دین کا یہ سلسلہ بغیر کسی دنیاوی اجرت کے صدیوں جاری رہا۔ البتہ دورِ حاضر میں علما اور مفتیان ابلاغِ دین کی اجرت بالخصوص جدید مسائل میں **consultant** فیس کے نام سے لے رہے ہیں جو راقم کے نزدیک اسلاف کے اقدار کے خلاف ہے۔

الحمدللہ! ہر صدی میں وارثانِ علومِ نبّوت دینِ اسلام کی خدمت فی سبیل اللہ ہی انجام دیتے رہے اور تاریخ میں ہزاروں نام ملیں گے جنھوں نے اس وراثت کو تقسیم کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور اپنے علم و عمل سے اپنے پیارے نبی ﷺ کے اس مشن کو جاری رکھا اور انھوں نے تبلیغ دین کے کسی بھی پہلو کو چاہے وعظ و نصیحت کی صورت میں ہو یا تصنیف و تالیف کی صورت میں اس کو ذریعۂ معاش نہ بنایا کہ اُن کے سامنے سورۃ الشعراء کی مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور سید عالم معلم کائنات ﷺ کا اسوۂ حسنہ پیشِ نظر رہا۔

گذشتہ صدی میں امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز ایسے باکردار علماء کی فہرست میں سرفہرست ہیں جنھوں نے اس اُمت کے ہر اس فرد کو تسلی بخش اور تفصیلی جواب دیا جنھوں نے ان سے سوالات کے ذریعے دین سے آگاہی حاصل کی۔ اس سلسلے میں بعض وقت ضخیم رسائل اور مقالات بھی لکھے مگر کسی بھی فتوے پر یا کسی بھی تصنیف یا تعویذ کے عوض آپ نے کبھی ایک پیسے کی اُجرت نہ لی اور یہی صفت استاذ الاساتذہ اور شیخ طریقت، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ میں بھی نمایاں تھی جنھوں نے اپنی پوری حیات درس و تدریس، فتویٰ نویسی، وعظ و نصیحت اور تصنیف و تالیف میں گزاری اور کبھی کسی سے ایک پائی کی اُجرت اس عوض میں حاصل نہ کی اور اپنی اجرت کا اکاؤنٹ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور بڑھواتے رہے جو یقیناً اب اُن کی برزخی زندگی میں اُن کو فرحت بخش رہا ہوگا کہ ارشادِ ربانی ہے:

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (ال عمران: ۱۷۱،۱۷۰)

ترجمہ: شاد ہیں اس پر جو اللہ نے اُنھیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

حضرت علّامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا تعلق موجودہ بہاولپور کے علاقے سے ہے جو قیامِ پاکستان سے قبل ریاست بہاولپور کا حصہ تھا جہاں کہ کثیر علما و مشائخ اور اس وقت کے چیف کورٹ کے متعدد جج صاحبان نے بھی امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز سے بہت اہم اور پیچیدہ مسائل میں رجوع کیا اور فتاویٰ حاصل کیے جن میں چند نام قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ مولانا محمد دین، جج چیف کورٹ، ریاست بہاولپور۔

۲۔ مولوی سراج الحق، جج بہاولپور کورٹ، ریاست بہاولپور۔

۳۔ مولانا محمد غوث بخش خانپوری۔

۴۔ مولانا نور احمد فریدی بہاولپوری۔

۵۔ مولوی محمد یار چاچڑاں شریف، ریاست بہاولپور۔

۶۔ مولوی عبد الرّحیم، مدرّس ریاست بہاولپور۔

۷۔ مولوی سیّد سردار احمد شاہ قادری گڑھی اختیار خاں۔

۸۔ علّامہ مولانا مفتی سراج الفقہا سراج احمد خانپوری۔

علامہ فیض احمد اویسی ایک یا دو واسطوں سے انہی اکابر علماء کے فیض یافتہ تھے۔

علّامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ تو امام احمد رضا سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان کو امامِ وقت اور مجدّدِ مأۃِ حاضرہ جانتے تھے اور اپنے فتاویٰ کو مدلّل کرنے کے لیے امام احمد رضا کے فتاویٰ اور دیگر کتب کا حوالہ کثرت سے دیا کرتے۔ علّامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے علمی ورثے کو آگے بڑھایا اور زندگی بھر درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا اور امام احمد رضا کے سب سے محبوب مشغلہ فتاویٰ نویسی کو آپ نے بھی اپنا محبوب مشغلہ بنائے رکھا اور امام احمد رضا کے نہج پر آپ فتاویٰ دیا کرتے۔ چنانچہ جب آپ کے پاس کوئی سوال آتا تو آپ اس کا جواب چند سطر میں بھی دیا کرتے مگر عموماً آپ اس کو ایک مقالے کی شکل دے دیا کرتے چاہے وہ مقالہ چند صفحات ہی پر مشتمل ہو۔ اگرچہ بعض مقالات دس، بیس صفحات پر بھی مشتمل ہوتے اور کبھی کبھی کتابی شکل بھی اختیار کر لیتے۔ اسی بنا پر آپ کی کتب کی تعداد کئی ہزار گنوائی گئی ہے۔

دورِ حاضر میں تو ایک سائنسدان یا ریسرچ اسکالر سو (۱۰۰) مقالات بھی لکھ لے تو ایک بڑا مصنف یا اسکالر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت ایک عظیم مقالہ نگار قرار پاسکتے ہیں جنھوں نے کم از کم تین، چار ہزار مقالات مختلف مسائل یا عنوانات پر لکھے ہیں۔ اس لیے احقر آپ کو "صاحبِ مقالاتِ کثیرہ" قرار دیتا ہے اور شاید برصغیر پاک و ہند میں سوشل سائنسز یا اسلامک اسٹڈیز میں اتنی بڑی تعداد میں کسی نے بھی مقالات تحریر نہیں کیے ہوں گے۔

حضرت علّامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے فتویٰ نویسی بصورتِ مقالات کے علاوہ بھی تحقیقی اور تصنیفی کام

انجام دیا ہے۔ تصانیف اور تالیفات کے ساتھ ساتھ مختلف کتابوں کا ترجمہ اور ان کی شرح بھی لکھی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم کام حضرت اسمٰعیل حقی کی عربی تفسیر قرآن "روح البیان" کا اردو زبان میں ۳۰ جلدوں کا ترجمہ ہے جو حضرت نے "فیوض الرحمٰن" کے نام سے کیا ہے اور الحمدللہ ان تمام جلدوں کو اپنے مکتبہ سے شائع بھی کر دیا ہے۔ یہ ترجمہ یقیناً حضرت کا ایک اہم علمی کارنامہ ہے حضرت کے صاحبِ ثروت ارادت مندوں اور محبّوں کو چاہیے کہ اس تفسیر "فیوض الرحمٰن" کو کسی اچھے پبلشر سے اچھے گیٹ اپ کے ساتھ شائع کروائیں اور تمام اہم لائبریریوں اور محکموں میں اس کو پہنچائیں تاکہ اس اہم تفسیر سے لوگوں کو آگاہی ہو۔ اس کے علاوہ بھی کئی اہم کتب کے تراجم آپ نے یادگار چھوڑی ہیں، مثلاً "انوار المغنی شرح دار قطنی"۔ (۸ جلدوں کی شرح)، حضرت عبدالحق محدثِ دہلوی کی شہرت یافتہ کتاب "اخبار الاخیار" کا ترجمہ "سرّالابرار"، ترجمہ "فتوحاتِ مکیہ"، ترجمہ و حواشی قصیدۂ بردہ شریف وغیرہ وغیرہ۔

حضرت علّامہ فیض احمد اویسی علیہ الرّحمہ نے ایک اور اہم تصنیفی کام یہ انجام دیا کہ امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی قدس سرہ العزیز کا معرکۃ الآرا نعتیہ کلام حدائقِ بخشش کی تمام نعتوں کی شرح بھی ۲۵ جلدوں میں انجام دی ہے جس کی ۱۴ جلدیں ہماری اطلاع کے مطابق شائع بھی ہو گئی ہیں۔ اس شرح کی خاص بات عام علما کے لیے یہ ہے کہ ان کو ایک ایک موضوع پر قرآنی آیات، احادیث اور آثار کے اقتباسات اکٹھے مل جاتے ہیں کہ امام احمد رضا کے نعتیہ اشعار دراصل کسی نہ کسی آیت، حدیث، آثار یا اہم واقعات سے متعلق ہوتے ہیں اور حضرت نے شرح کرتے وقت ان سے متعلق تمام احادیث، آثار کو جمع کر دیا البتہ کیونکہ حضرت کے پاس وقت کم ہوتا تھا کہ وہ ایک تحریر لکھنے کے بعد اس پر نظر ثانی کر سکیں اس لیے کلام کے شعری حسن کی خوبیوں کو اجاگر کرنے پر توجہ نہ دے سکے اس کا اعتراف انہوں نے خود "الحقائق فی الدقائق" (شرح حدائقِ بخشش) کی جلد اوّل کے مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

"اگر اس (کلام) کے ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی ضخیم مجلّدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلکِ حق اہلسنت کا تحفظ مدِ نظر ہے اسی لیے امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اشعار کی شرح قرآن و حدیث اور عباراتِ اسلاف سے کرونگا۔"

علامہ مرحوم نے آنے والے شارحین کلام رضا کا کام بہت آسان کر دیا ہے اب اس کی بے شمار دیگر خوبیوں کا اجاگر کرنا یقیناً ان کا کام ہو گا۔

حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ الحدیث والتفسیر و شیخِ طریقت حضرت فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ علومِ اسلامیہ میں ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے اور احقر نے جتنے اوپر القابات استعمال کیے، وہ ان کے لیے برحق تھے لیکن ان تمام منصب کے ساتھ ساتھ آپ کی اہم شخصیت کا پہلو آپ کی سادہ زندگی تھی یعنی قناعت اور توکل کے آپ اس دور میں اہم صاحبِ کردار تھے۔ احقر سے آپ کی کئی مرتبہ ملاقات رہی اور اس مختصر وقت میں، میں نے آپ کو ہر ہر عمل میں شریعت کی پاس داری کرتے ہوئے پایا۔ صرف ایک مثال دینا چاہوں گا تاکہ حضرت کا تقویٰ ہم سمجھ سکیں۔ آپ عموماً جبّہ شریف بھی زیب تن کیا کرتے تھے۔ جبہ میں صرف پیٹ کے قریب ڈوری ہوتی ہے جس کو عموماً

باندھ لیا جاتا ہے اور یہ فقہی اعتبار سے نماز کے لیے مکروہ ہے کہ فقہا کے نزدیک بنڈی کے بھی کم از کم دو بٹن لگانا ضروری ہے چنانچہ حضرت نماز کے وقت ڈوری کے علاوہ کمر پر ایک رومال باندھ لیتے تاکہ فقہی حجت پوری ہو جائے اور نماز میں کوئی خلل نہ رہے۔ یہ عمل وہی کرے گا جو تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت علامہ اویسی علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت سے صرف عقیدت اور محبت ہی نہ تھی بلکہ بارہا انھوں نے آپ کے حالات اور تذکروں اور علمی وجاہت کو اپنی تقاریر اور تصانیف میں بیان کیا اور اعلیٰ حضرت سے نسبت والوں کی بڑی قدر کی۔ چنانچہ بریلی شریف میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحب زادے حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم اہلِ اسلام حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ سے استفادہ کیا اور ان سے خلافت و اجازت بھی حاصل کی۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کے کئی خلفا سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل رہی۔ حضرت جب بھی کراچی تشریف لاتے تو پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین بالخصوص سیّد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ، سیّد وجاہت رسول قادری اور احقر سے ضرور ملاقات فرماتے۔ کئی دفعہ حضرت ادارے بھی تشریف لائے اور ادارے کے کام کو ہمیشہ سراہا اور قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے قلم کے تو آپ دلدادہ تھے اور بہت پذیرائی فرماتے اور دعائیں دیتے اور فرماتے کہ حضرت کے قلم نے امام احمد رضا کو متعارف کروانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ احقر کے ساتھ بھی بہت شفقت فرماتے یہاں تک کہ اپنی خلافت و اجازت سے بھی نوازا۔ اللہ عزوجل آپ کے درجات کو بلندی عطا فرمائے۔

راقم الحروف اپنے آپ کو اس قابل تو ہرگز نہیں سمجھتا کہ ان کی اولاد کو کوئی نصیحت یا مشورہ دے کہ طفلِ مکتب عالِم کو کیا مشورہ دے سکتا ہے، اس لیے مشورہ نہیں بل کہ چند گزارشات گوش گزار کرنا چاہتا ہے:

۱۔ حضرت کے تمام چھوٹے چھوٹے کتابچوں کو جو شایع ہو چکے ہیں یا جو شایع نہیں ہوئے ہیں، ان سب کو اکٹھا کریں کہ عموماً یہ استفتا کے جواب میں لکھے گئے ہیں اور ان سب کو فقہی اعتبار سے جمع کر کے ان کو کئی جلدوں میں "فتاویٰ اویسی" کے نام سے شایع کرائیں۔ یہ کام حضرت کے اولاد کے لیے صدقۂ جاریہ اور تمام اہلِ سنّت کے لیے مسائل میں رہ نمائی کرے گا۔

۲۔ جو بھی کتاب اور خاص کر فیوض الرحمان، حدائقِ بخشش کی شرح یا اسی طرح اہم کتب جب بھی دوبارہ شایع کی جائیں تو ان پر نظرِ ثانی ضرور ڈالیں یا کسی معتبر محقق سے اس پر نظرِ ثانی کروائیں تاکہ اس کتاب کی افادیت میں اور اضافہ ہو سکے۔

۳۔ حضرت کے مریدین اور محبّین جو صاحبِ ثروت ہیں، ان کی مدد سے ایک اویسی ٹرسٹ قائم کروائیں اور پھر اس فنڈ سے حضرت کی کتابیں ان کے شایانِ شان شایع کروائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی مرقد پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

شیخِ تفسیر و حدیث علامہ فیض احمد اویسی۔ ولادت سے وفات تک

محمد ظفر الدین برکاتی

ولادت:

صاحبِ تصانیفِ کثیرہ علامہ فیض احمد اویسی رضوی ابن مولانا نور احمد حامد آباد ضلع رحیم یار خان بہاولپور (پاکستان) کے علاقے میں ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق لاڈ خاندان سے ہے جس کا تعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش "پکا، لاربان" نام کی بستی میں ہوئی، جہاں بد عقیدوں کی خرافات اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اہلِ سنّت کی وہاں صورتِ حال کوئی بہتر نہیں تھی مگر تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد علامہ فیض احمد اویسی نے بڑی مستقل مزاجی سے حالات کا مقابلہ کیا، اور بہت حد تک حالات کو اپنے موافق بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ آج جا بجا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور یا نبی سلام علیک کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اس علاقے میں اویسی صاحب کے زیرِ اثر تقریباً ڈیڑھ سو مساجد ہیں جن کی بنا و توسیع اور تعمیر و ترقی یا منتظمہ کمیٹی میں آپ کی مشاورتی، مالی اور عالمانہ شراکت و حصے داری و کرم فرمائی شامل ہے۔ فضا خوش گوار ہونے کے بعد اویسی صاحب بہاول پور شہر میں مستقل قیام پذیر ہوگئے اور تاحیات مقیم رہے اور وصال کے بعد وہیں مدفون ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم سے حاصل کی۔ حافظ سراج احمد، حافظ جان محمد اور حافظ غلام یٰسین کی نگرانی میں حفظِ قرآن مکمل کیا۔ مولانا اللہ بخش سے فارسی پڑھی، مولانا خورشید احمد، مولانا عبدالکریم صاحب اور مولانا سراج احمد سے عربی و معاون علوم کی بڑی درسی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد علامہ سردار احمد رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی درس گاہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد، میں داخلہ لیا جہاں حضرت محدثِ اعظم پاکستان سے درسِ حدیث لیا پھر ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں فراغت کی باضابطہ سندِ تکمیل حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے آبائی گاؤں حامد آباد میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جس میں پندرہ سال تک درس و تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد بہاولپور منتقل ہوگئے جہاں جامعہ اویسیہ رضویہ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا، اور اسی میں تاحیات درسِ کتب اور اشاعتِ دین کا مقدس فریضہ انجام دیتے رہے۔ رمضانِ کریم کی چھٹیوں میں اطراف اور قرب و جوار کے باذوق طلبہ کو باضابطہ قرآنِ حکیم کی تفسیر بھی پڑھاتے رہے۔

انفرادی خصوصیات:

☆ گزشتہ صدی کے نصفِ آخر میں پوری دنیائے سنّیت میں سب سے زیادہ اور مسلسل لکھنے والی شخصیت کا نام ہے علامہ فیض احمد اویسی پاکستانی۔ آپ صاحبِ طرز خطیب، عمدہ استاد اور محققانہ تحریر لکھنے والے سنّی اہلِ قلم

ہیں۔☆ ترجمہ، تحشیہ اور تشریح وتصریح کے بادشاہ ہیں، اہم ترین معروف وضخیم تفسیر وحدیث (مجلدات) اور درسِ نظامی کی نصابی کتابوں کے تراجم وشروح اس کا ثبوت وشاہد ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔☆ علم وعمل تقویٰ شعاری، خدا ترسی، ذہنی وفکری پاکیزگی، جسمانی نفاست اور علمی لیاقت آپ کی ذاتی خصوصیات کا لازمی حصہ ہیں۔☆ جماعتِ اہلِ سنّت کے ممتاز اسکالر اور اکابرِ اہلِ سنّت کی یادگار شخصیت ہیں۔ طالبِ علمی کے دور ہی سے آپ نے لکھنا پڑھنا شروع کردیا تھا، طبعی طور سے تحریری و تحقیقی دلچسپی کا سامان آپ کی ذات میں موجود تھا، اس لیے آپ دورانِ سفر بھی کاپی، قلم ساتھ لیے چلتے تھے یا جہاں عارضی قیام کرتے وہاں بھی یہی حالت ہوتی۔ آپ کی تحریر وتقریر نہایت عمدہ، انتہائی معتدل، خوش گوار، شائستہ، سادہ اور علمی توازن کی حامل ہوا کرتی۔ سادگی، خاکساری، صوفیانہ مزاج، پرہیز گاری اور عشقِ رسالت آپ کی زندگی کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ آپ ایک بے نظیر خطیب، واعظ، معروف مسلم دانشور، عبادت گزار، بے ریا، بے تکلف اور صوفیانہ شخصیت کے مالک تھے، اہلِ سنّت کے ترجمان مفکر، اہلِ قلم عالم دین اور مسلک ومذہب کے جاں نثار وخود دار مفتی تھے۔ علم تفسیر، حدیث اور فقہِ اسلامی حنفی کے ممتاز استاذ تھے۔ اپنے وقت کے محدثِ اعظم پاکستان، مفکرِ اسلام، امام المناظرین، استاد والعلماء الفضلاء، ابوالفتیان اور محدثِ اعظم پاکستان کے شیر دل شاگردِ رشید تھے۔ صوفیانہ تحریر کے اعتبار سے غزالیِ زماں، کلامی مفسرانہ تیور کے اعتبار سے رازیِ زماں اور پاکستانی مذہبی علمی سماج کے اعلیٰ حضرت تھے۔ مسلکِ اہلِ سنّت کے سچے پکے پاسبان، مفسر قرآن، پاکستانی کاروانِ سنّیت کے سرخیل اور سپہ سالارِ سنّیت تھے، ممتاز صوفی سنّی عالم اور سلسلۂ اویسیہ کے علمی وفکری سپوت تھے مفتی فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری۔

☆ چالیس سال تک مسلسل بلا ناغہ حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے حافظِ قرآن جن کے سبھی صاحبزادے بھی حافظِ قرآن ہیں۔ خود بھی مسلم اسکالر اور بیٹے بھی اپنے آپ میں نوجوان مسلم اسکالر ہیں۔ خود فقہِ حنفی کے ماہر مفتی اور بیٹے بھی مسلم مسائل سے واقف پختہ شعور کے مالک علماے دین ہیں۔ مفتی صاحب کی ذات جہاں سادہ اور سادگی پسند ہے، وہیں آپ کے صاحبزادے بھی سادگی کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے ہیں۔ آپ اویسی قادری رضوی نسبتوں کے حامل، یادگارِ اسلاف اور منافقین وبدعتی جماعتوں کے لیے شمشیر براں تھے جس کی وجہ سے آپ برّصغیر ہند وپاک کے سیکڑوں علماو مشائخِ اہلِ سنّت کے محبوب العلماء تھے جن کے علم وفضل کا جھنڈا علم سنیت پر ہمیشہ لہراتا رہے گا۔ آپ نے اپنا قلم، زبان، دولت، دل ودماغ اور شب وروز سب کو خدمتِ اسلام اور اشاعتِ سنّیت میں لگا رکھا تھا، کیوں نہ ہو کہ آپ الحاج خواجہ محمد الدین سیرانی کے مرید وخلیفہ اور حضور مفتیِ اعظم ہند نوری بریلوی کے بھی خلیفہ مجاز تھے۔

بحیثیتِ مفسرِ اعظم پاکستان:

اصولی عقائد، عربی زبان وادب اور قرآنی علوم کے حوالے سے آپ کے کارنامے گوناگوں ہیں کیوں کہ آپ نے میدانِ تفسیر میں اک نئے باب کا اضافہ کیا ہے جس کی

منہ بولتی تصویر معروف تفسیر روح البیان کی پندرہ جلدوں کا اردو ترجمہ ہے، تیس پاروں کی یہ تفسیر آپ کے اردو ترجمہ بنام "فیوض الرحمان" پندرہ جلدوں میں رضوی کتاب گھر، دہلی سمیت ہندوپاک کے اکثر مقامات پر آسانی سے دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے تفسیر مظہری کو بھی اپنی قلمی خدمت بخشی ہے جب کہ اپنی ذاتی عربی تفسیر قرآن "فیض المنان فی آیات القرآن" دس ضخیم جلدوں میں تصنیف کرکے پھر اس کا خود ہی اردو ترجمہ کرکے علمِ تفسیر میں ترجمہ نگاری کی اک نئی روایت قائم کی ہے۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے کچھ حصوں کی تفسیر پر مشتمل پہلی جلد شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے جب کہ بقیہ جلدیں زیرِ طبع ہیں یا اشاعتی پروگرام کا حصہ ہیں۔ اب ذیل میں آپ کی تصنیفات و تالیفات، جو تفسیر، اصولِ تفسیر، تاریخ تفسیر، مسائل اور علومِ قرآن پر مشتمل ہیں، کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

(۱) تفسیر اویسی اردو۔ عربی کے ساتھ پندرہ جلدوں میں (۲) تفسیر آیت اِنک لاتھدی (۳) تفسیر آیات النور (۴) تفسیر قل لا اقول لکم (۵) تفسیر آیت عند مفاتح الغیب (۶) تاریخ القرآن (۷) تقابل القرآن (۸) تفسیر سورۃ الفاتحہ والتعوذ (۹) تاریخ تفسیر القرآن (۱۰) التعریف والبھتان فی تفسیرِ تفھیم القرآن (۱۱) تعظیم الجنان بمقامات القرآن (۱۲) تفسیر آیت و ما اُھل بہ لغیر اللہ (۱۳) قواعد الناسخ والمنسوخ (۱۴) فیض الرسول فی اصحاب النزول، دس جلدیں (۱۵) احسن البیان فی اصولِ تفسیر القرآن تین جلدیں (۱۶) تفسیر بالرای، تین مختصر جلدیں (۱۷) الحلالین شرحِ جلالین، پانچ جلدیں (۱۸) فیض القدیر فی اصول التفسیر (۱۹) القول الراسخ فی معرفۃ المنسوخ والناسخ (۲۰) احسن الصور فی روابط الایات والسور (۲۱) فرع المغلقات فی شرح المقطعات (۲۲) خیر الا خلاص فی تفسیر سورۃ الاخلاص (۲۳) اِزالۃ المشتبھات فی آیات المتشابھات (۲۴) تفسیر ورفعنا لک ذکرک (۲۵) اعجاز القرآن (۲۶) الا سعاف فی تفسیر الا حناف (۲۷) فیض القرآن فی ترجمۃ القرآن (۲۸) احسن البیان فی مقدمۃ القرآن وغیرہ۔

تراجمِ اویسی: (۱) احیاء العلوم از امام غزالی چار ضخیم جلدیں (۲) کیمیائے سعادت از امام غزالی بنام شرحِ ہدایت (۳) البدور المسافرۃ از امام جلال الدین سیوطی بنام احوالِ آخرت (۴) الاشاعۃ الاشارۃ والساعۃ از علامہ عبد الرسول برزنجی بنام قیامت کی نشانیاں (۵) مناقبِ امام اعظم از علامہ ابن الموفق (۶) اخبار الاخیار از شیخ عبد الحق محدث دہلوی بنام اسرار الأبرار (۷) بارہ ماہ کے فضائل (۸) انبائ الأذکیاء فی حیات النبی، عربی سے اردو (۹) عقیدۂ حیات النبی (۱۰) حلیۃ الاولیاء (۱۱) فتوحات مکیہ (۱۲) دلائل الخیرات (۱۳) حزب البحر مع پیش لفظ (۱۴) قصیدۂ بردہ شریف (۱۵) جامع المعجزات (۱۶) صحیح بخاری شریف مع مقدمہ (۱۷) صحیح مسلم شریف (۱۸) فوائدِ فریدیہ مع تعارف و تقدیم (۱۹) نور الایمان ترجمۂ قرآن (۲۰) تنویر الھلک (۲۱) دیوانِ جامی، غیر منقوط (۲۲) دیوانِ عاشقین (۲۳) دلائل النبوۃ بلقیس (۲۴) منہاج العابدین (۲۵) اصول الشاشی (۲۶) نحو میر (۲۷) قصیدۂ غوثیہ (۲۸) لمعۃ النور شرح الصدور۔

علم واصول حدیث میں اویسی خدمات:

علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری شارح صحاح ستہ سے بھی مشہور ہیں جب کہ آپ نے صرف بخاری شریف کی باضابطہ شرح "الفیض الجاری فی الصحیح البخاری" کے نام سے لکھی ہے اور بقیہ صحاح کا ترجمہ، تقدیم اور تعارف کیاہے۔ ہاں مختلف ومتفرق احادیث کی مبسوط ومستقل شرحیں ضرور لکھی ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) شرحِ حدیثِ لولاک (۲) شرحِ حدیثِ قرطاس (۳) الحب المتین فی تحقیق کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین (۴) حجیتِ حدیث (۵) حدیثِ دیگراں (۶) الحدیث الضعیف (۷) صحیح وغیر صحیح حدیث (۸) خلاصۃ المشکوۃ (۹) خلاصۃ العینی (۱۰) فرع الالتباس فی حدیث ابن عباس (۱۱) سلسبیل فی شرح حدیث جبریل (۱۲) سترہ احادیث کا جواب (۱۳) شرحِ حدیثِ افلک (۱۴) شرحِ حدیثِ قسطنطنیہ (۱۵) شرحِ اربعین النووی (۱۶) شرحِ مشکوۃ المصابیح (عربی) (۱۷) علم الغیب فی الحدیث (۱۸) فیض المنعم فی شرح الصحیح المسلم (۱۹) اللمعات فی شرح المشکوۃ (۲۰) المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (۲۱) نضر المنعم فی شرح صحیح المسلم (عربی) (۲۲) شرح یک ہزار احادیث (۲۳) انوار المغنی شرح دارالقطنی ۸ر جلدیں (۲۴) احادیثِ موضوعہ، ۲ر جلدیں (۲۵) اصطلاحات الحدیث (۲۶) احادیث التصوف (۲۷) اول ماخلق الانسان کی تحقیق (۲۸) احادیثِ قیامِ رمضان (۲۹) الاربعین فی الاربعین (چہل در چہل) (۳۰) الاحادیث الناصحۃ (۳۱) انوار الباری فی شرح اصطلاحات البخاری۔

فقہی خدمات:

آپ عظیم مفسر و محدث و مدرس ہونے کے ساتھ عظیم حنفی فقیہ بھی تھے۔ یہ میدان بھی آپ کی خدمات سے روشن ہے۔ فقہ واصول فقہ میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرانے کے لیے ہم ذیل میں اُن کی فقہی تصنیفات وتالیفات کا ذکر کردیتے ہیں:

(۱) کشکولِ اویسی، سوال وجواب پر مشتمل فقہی کتاب، دس جلدوں میں (۲) امامِ اعظم کی فقاہت (۳) اذانِ جمعہ (ثانی) کی شرعی حیثیت (۴) آٹھ رکعت تراویح بدعت ہے (۵) اسرارِ شریعت خلاصہ بہارِ شریعت (۶) انوارِ شریعت (۷) اسلامی نصاب (فقہ) (۸) اشار الربٰو فی احکام الذبح (۹) اصولِ فقہ (۱۰) دیہاتی جمعہ (۱۱) احکام شریعت (مقامی زبان میں) (۱۲) بیس رکعت تراویح کی شرعی حیثیت (۱۳) برتھ کنٹرول یا ضبط ولادت (۱۴) ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان (۱۵) بیمۂ زندگی (۱۶) حاشیۂ اویسیہ (۱۷) رویتِ ہلال کی شرعی حیثیت (۱۸) تاریخ فقہ (۱۹) خطبے کے وقت حضور کا نام چومنا (اہم فتویٰ) (۲۰) حلال وحرام جانور (۲۱) تاریخ الفقہ، عربی (۲۲) ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا (۲۳) ٹوتھ پیسٹ اور مسواک (۲۴) ٹیکہ مفسدِ روزہ (۲۵) چرمِ قربانی، احکام ومسائل (۲۶) جمعہ کی شرائط واحکام (۲۷ [illegible] ال جانور کی اوجھڑی کا حکم (۲۸) حرمتِ سیاہ خضاب (۲۹) خلاصۃ المیراث علم الفرائض (۳۰) خاندانی منصوبہ بندی (۳۱) خلاصہ فتاویٰ رضویہ (۳۲) ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم (۳۳) داڑھی مونڈے کی امامت کا مسئلہ (۳۴) داڑھی کی شرعی مقدار (۳۵) کوّا حلال یا حرام (۳۶) دفع الاختلاف فی

مسائل الاضعاف (۳۷)سید زادی کا غیر سید سے نکاح (۳۸) صلوٰۃ المریض (۳۹) طلاقِ ثلاثہ (۴۰) علمِ طب اور فقہِ حنفی (۴۱) عورت چار شادیاں کیوں نہیں کر سکتی (۴۲) عربوں کے طرز پر اذان (۴۳)عطیۂ چشم وخون (۴۴) غیر بالغ امام کے پیچھے نماز (۴۵) غیر مقلد کی ننگے سر نماز کا حکم (۴۶)غیر مسلم کا ذبیحہ (۴۷)غیر مرد کا نطفہ رحم میں رکھنے کا حکم (۴۸)غیر مقلدین اور مسائلِ سفر (۴۹)رجب کا کونڈا (۵۰) فقہِ جعفری اور فقہِ حنفی (۵۱) فضائل جمعۃ الوداع (۵۲) فیصلہ ہشت مسئلہ ، دس مختصر جلدیں (۵۳) فقہ حنفی اور وہابی (۵۴) قرأت خلف الامام (۵۵) جرابوں پر مسح ناجائز (۵۶) قرأت الفاتحہ فی الجنازہ (۵۷) گوہ کھانا (۵۸) نمازِ حنفی ہی نمازِ محمدی ہے (۵۹) وی، سی، آر کے شرعی احکام (۶۰) نمازِ حنفی، مقامی زبان میں (۶۱) جدید شرعی مسائل اور اُن کا حل (۶۲) صیانۃ اللسان۔

درسی کتب و تدریسی خدمات:

مفسرِ اعظم پاکستان ایک عظیم ، تجربہ کار ، ماہر نفسیات اور طلبہ کی ذہنیت ، ذہانت اور مزاج شناس مشاق مدرس تھے۔ درسی کتب کی بے شمار شروحات ، تراجم اور بنیادی عربی و فارسی، منطق و فلسفہ، نحو و صرف کے قواعد کی کتابیں اس کی روشن دلیل ہیں۔ آپ کی مستقل تصانیف و تراجم کی فہرست دیکھیے:

(۱) ابواب الصرف مع قوانین (۲) شرح ایسا غوجی (۳)اویسی نامۂ قوانینِ فارسی (۴) اویسی عربی بول چال (۵) علم النحو (۶) اہمیت مدرس عربی (۷) احسن الحدیث فی بیان التذکیر والتانیث (۸) احادیثِ جوامع الکلام (۹) الفاظِ مترادفہ (۱۰) تذکیر و تانیث ، اردو (۱۱)پندنامہ جامی (۱۲) المقیدات فیما یتعلق بالتسمیۃ (۱۳)التوجیہ الکامل فی شرح مائۃ عامل (۱۴) نحو کی مشکل ترکیبیں (۱۵) تمرین الادیب، سوال وجواب (۱۶) ترجمۂ نحو میر مع فوائد (۱۷) حاشیہ مؤطاامام محمد (۱۸) حاشیۃ الاُویسی علی عقائد النسفی (۱۹) حل المشکلات فی شرح المعلقات (۲۰) حاشیۂ قدوری (۲۱) حواشیِ شرحِ عقائدِ نسفی (۲۲) حاشیہ شرحِ مائۃ عامل (۲۳) خورشیدیہ شرحِ کافیہ (۲۴) خلاصۃ الصافی (۲۵) خلاصۃ النحو (۲۶) فضائلِ علم میراث (۲۷) شرح شرح التہذیب (۲۸)شرح مختصر المعانی ، عربی (۲۹) شرح شرح الوقایۃ، عربی (۳۰) شرح الہدایۃ (۳۱) شرح ہدایہ ، منظوم اردو (۳۲) شرح مرقات (۳۳) شرحِ پندنامۂ جامی (۳۴) شرح الکافیہ، اردو (۳۵) ضوابط النحو (۳۶) علم المناظرہ (۳۷) فیض رضا شرح کریما (۳۸) فیض المظن (۳۹) شرح ستار شرحِ پند نامۂ عطار (۴۰) فیضِ یزداں شرحِ گلستاں سعدی (۴۱) فیضِ اویساں شرح بوستاں (۴۲) فیضِ دستگیر شرحِ صرف میر (۴۳) فیض قلندری شرح سکندری فیاضی (۴۴) شرح زرّادی (۴۵) فوائدِ منطق (۴۶) فیض الدوامی علی شرح الجامی (۴۷) مشکل صیغے (۴۸) نعیم الجامی شرح شرح جامی (۴۹) نقشۂ قوائدِ منطق، نحو، صرف (۵۰) صدائے نوی شرح مثنوی معنوی (۵۱) تنقیح المقال۔

بحیثیت مناظرِ اہلِ سنّت:

پاکستانی علمائے اہلِ سنّت میں بحیثیت مناظرِ اسلام بھی آپ خاص طور سے معروف سنّی عالم دین ہیں جنہوں نے تین مناظرے صرف ایک جملے سے ہی فتح کر لیے۔

دورِ طالب علمی میں جب آپ حضور محدثِ اعظم پاکستان کے یہاں زیرِ تعلیم تھے، ایک سنّی مسلمان آیا، عرض کیا حضور! کوئی زبردست عالم دیجیے، بدعتیوں نے ہمیں پریشان کرر کھا ہے تاکہ وہ بدعقیدوں کو علمی و اعتقادی مناظرہ ومباحثہ میں شکستِ فاش دے کر ہماری مدد کرے۔ محدث اعظم پاکستان نے علامہ فیضَ احمد اویسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، "یہ میرا شیر ہے، اسے لے جاؤ، مخالف کو دھول چٹادے گا۔" چنانچہ آپ کے چیلنج کے مطابق اویسی صاحب مناظرے میں فتح یاب ہوئے۔ آپ کے چند مناظرے کی تاریخی روداد پیش کی جاتی ہے:

(۱) ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں آپ نے پہلا مناظرہ علمِ غیب کے موضوع پر کیا، جب آپ دورۂ حدیث کے طالبِ علم تھے۔ یہ مناظرہ بہار بلوچستان میں مولوی نصیر احمد دیوبندی سے ہوا (۲) ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۷۱ء بروز جمعہ دوسرا مناظرہ ڈیرہ غازی خاں کے مولوی عبدالکریم شاہ دیوبندی سے ہوا(۳) ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں تیسرا مناظرہ مولوی عبداللہ شاہ دیوبندی سے نواب شاہ میں ہوا (۴) ۲/رجب ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۴/ اگست ۱۹۷۱ء بروز منگل ایک معروف دیوبندی عالم سے چوتھا مناظرہ بنگلہ ملکانی لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں میں ہوا (۵) ۱۱/صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۶/نومبر ۱۹۸۶ء بروز منگل موضع جتوئی کے بیت ہزاری گاؤں ضلع مظفر گڑھ میں پانچواں مناظرہ مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی سے ہوا(۶) ۱۴۰۷ھ مطابق ۴/ مارچ ۱۹۸۶ء بروز منگل ہی چودھری نورالحسن ٹیوب ویل موئز کندی ضلع لودھرا میں چھٹا مناظرہ مولوی اللہ بخش غیر مقلدوہابی سے (۷)۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷/جون ۱۹۸۷ء بروز بدھ مرہی پالا، ہیٹرہ اسلام گاؤں کے قریب ضلع بہاولپور میں ساتواں مناظرہ مولوی یوسف رحمان رحمانی غیر مقلد سے ہوا(۸) ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۳/ جون ۱۹۹۹ء بروز جمعہ تحصیل شجاع آباد گاؤں کے غازی پور، ضلع ملتان میں مولوی عبدالستار تونسوی سے آٹھواں زبردست مناظرہ ہوا۔

اِن سبھی مناظروں میں بہ فضلِ خدا فیض احمد اویسی صاحب نے اپنی صلاحیتوں کا عالمانہ مظاہرہ کرتے ہوئے کہیں تو فریق مخالف کو لاجواب کردیا، تو کہیں "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کی گنجائش ہی چھوڑی اور جماعتِ اہلِ سنّت کے ترجمان مناظر کی حیثیت سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا حق ادا کردیا۔ اپنی مناظرانہ زندگی میں آپ نے چند اہم کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) القول الجلی ان الکعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی (۲) نیل المرام (۳) التحقیق العجیب (۴) ثبوتِ علمِ غیب (۵) تنشیط النفوس الزکیہ جلوس کا ثبوت (۶) تحفۃ الاحباب (۷) تحقیق حاضر وناظر۔

بیعت وخلافت:

حضرت علامہ الحاج خواجہ محمد الدین سیرانی سجادہ نشین دربارِ عالیہ خواجہ محکم الدین سیرانی علیہما الرحمۃ والرضوان سے آپ کو سلسلۂ اویسیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہے اور حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں سندِ اجازت حاصل ہے۔

آپ کے چار صاحب زادے ہیں: حافظ محمد صالح اویسی، حافظ عطاء الرسول اویسی، حافظ محمد فیاض اویسی اور حافظ محمد ریاض اویسی اور سبھی والد صاحب کی فکر و عمل سے متاثر ہیں اور ممکنہ حد تک آپ کی خدمات کی اشاعت و ترویج کے لیے کوشاں ہیں اور ایک بیٹی ہیں کنیز فاطمہ صاحبہ۔

تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف، ترجمہ و تحشیہ، تحریر و تقریر، بحث و مناظرہ، فتاویٰ نویسی اور بے شمار دیگر منصبی وذاتی ذمے داریوں کے باوجود علامہ فیض احمد اویسی نے پاکستان کی سیاست میں بھی مبلغ عالمِ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں حصہ لیا ہے؛ البتہ انتخابی سیاست سے بہر حال احتیاط برتنے کی کوشش ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی طرح اُن کی عالمانہ حیثیت بھی متاثر نہ ہو جائے بلکہ جمعیت علماے پاکستان کی سیاسی، سماجی اور فلاحی و تعلیمی سرگرمیوں میں برابر حصہ لیتے رہے اور بہاولپور کے اطراف میں سنّی عالمِ دین نمائندے کی حیثیت سے متعارف و اثرانداز رہے ہے۔

(بہ شکریہ ماہنامہ کنزایمان، دہلی، اکتوبر ۲۰۱۰ء)

احتجاج

برائٹ پبلی کیشنز، راول پنڈی کی جانب سے فوجی فاؤنڈیشن اسکول سسٹم کے لیے پہلی جماعت کی سائنس کی کتاب شایع کی گئی ہے، جس کے صفحہ ۳۹ پر نبی پاک ﷺ کا نامِ مبارک ایک بھالو پر لکھ کر گستاخی کی گئی ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ جس طرح ممکن ہو، اس افسوس ناک فعل کی مذمت کیجیے تاکہ خبیث قادیانی پبلشر اور اس میں ملوث لوگوں کا نام تک صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے۔

ہم گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کتاب کے پبلشر اور نصاب میں شامل کرنے والے اسکول کے خلاف توہینِ رسالت کے قانون کے تحت کارروائی کی جائے اور اس میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

حضرت قاضی عبدالرحیم بستوی۔ مہد سے لحد تک

محمد ظفرالدین برکاتی

ولادت وخاندانی پس منظر:

قاضی عبدالرحیم بستوی بن قاضی محمد ذکی الرحمٰن یکم جولائی ۱۹۳۵ء کو جب جوا، ہلّور، ڈومریاگنج ضلع بستی موجودہ سدھارتھ نگریوپی کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیمی اسناد میں تاریخ ولادت یکم جولائی ۱۹۳۴ء درج ہے۔ آپ کے خاندانی شجرے سے واضح ہے کہ آپ کا تعلق خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ مدینۂ منورہ کے باشندہ تھے پھر بغداد شریف ہجرت کر گئے، اس کے بعد لاہور آئے پھر دہلی ہوتے ہوئے یوپی کے ضلع بارہ بنکی خطۂ اودھ کے معروف خطے میں سکونت حاصل کی، صدیقی نسبت کے سبب آپ کے خاندان کے کسی عالمِ دین کو کبھی قاضی القضاۃ کا عہدہ ملا تھا، اس نسبت سے خاندان کے سبھی افراد کے نام کے آگے قاضی کا لاحقہ موجود ہے۔ ۱۹۵۰ء تک بارہ گاؤں کی زمین داری آپ کے خاندان کے قبضے میں رہی، اب محدود کاشت کاری آپ کے خاندان کا موروثی حصہ ہے۔ بارہ بنکی میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا حکیم قاضی محمد تقی علی شاہ فضل رحمانی ایک عالم دین اور صاحب کرامت بزرگ رہے ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔

آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ تھے آپ کا عرس بڑے اہتمام سے منعقد ہوتا ہے۔ آپ کے پرداد اجناب قاضی محمد بخش مرحوم عرب فارسی زبان سے واقف تھے اور قرآنِ حکیم کی کتابت کرتے تھے، آپ کے دادا قاضی شاہ احمد اللہ صاحب اردو، فارسی اور عربی سے خوب واقف تھے بارھویں تک تعلیم تھی اور سینئر انجینئر تھے، ملازمت سے سبکدوشی کے بعد یونانی دواخانہ قائم کیا جس سے آخری عمر تک وابستہ رہے اور آپ کی دینی بصیرت اور مطالعۂ کتب کا یہ شوق تھا کہ تقویت الایمان مطبوعۂ ۱۲۷۸ھ کا نسخہ مطالعہ کرنے کے بعد اس کی پیشانی پر یہ نوٹ رقم کر دیا:

"اس کتاب کا کوئی شخص بھولے سے مطالعہ نہ کرے، ورنہ اس کے ایمان میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔"

قاضی صاحب کے والدِ محترم قاضی محمد ذکی الرحمٰن مرحوم خود اٹھارہ پارہ قرآن کے حافظ تھے، علم دوست اور علما نواز تھے، ۲؍ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو آپ وصال فرما گئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے دیندار، علم دوست والدین نے آپ کی بنیادی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے اردو مڈل پاس کیا پھر ۱۷؍ اگست ۱۹۵۰ء کو ضلع گونڈہ کی معروف درس گاہ دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا میں درسِ نظامی میں داخلہ لیا۔ پانچ سال کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۵۵ء میں بریلی شریف آ گئے لیکن کچھ ہی دنوں میں ۱۹۵۶ء میں ضلع میرٹھ کی دانش گاہ اسلامی عربی اندر کوٹ میں داخلہ لیا جس میں امام النحو صدرالعلماء حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی تعلیم وتدریس اور فکری تربیت کے

فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ کی نگرانی اور زیر تربیت رہ کر قاضی ملت نے ۱۹۶۱ء تک درس نظامی کی پوری تعلیم مکمل کی اور عربی فارسی الٰہ آباد بورڈ کی تعلیمی اسناد مولوی، منشی، عالم، کامل اور فاضل بھی یہیں رہ کر حاصل کیں۔ درسِ نظامی کی فضیلت اور بورڈ کا فاضل آپ نے ایک ہی سال ۱۹۶۱ء میں مکمل کیا۔

آپ کے اساتذۂ کرام میں مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا قادری نوری اور صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میر ٹھی علیہما الرحمۃ والرضوان قابلِ ذکر ہیں؛ جب کہ علامہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں بریلوی، نائبِ مفتیِ اعظم مفتی محمد شریف الحق امجدی اعظمی، علامہ قاری رضاء المصطفیٰ امجدی اعظمی، علامہ سید محمد جلیل ہاپڑوی، علامہ سید محمد افضل حسین مونگیری، علامہ محمد اختر رضوی میر ٹھی سے آپ نے درسِ نظامی کی اکثر کتابیں پڑھیں۔

درس و تدریس و فتویٰ نویسی:

فراغت کے بعد ہی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں بحیثیتِ مدرّس، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف، میں آپ کی تقرری ہوئی۔ شروع میں درس و تدریس سے متعلق رہے مگر آپ کی کتابی صلاحیت، بنیادی مہارت اور فقہی بصیرت کو دیکھتے ہوئے رضوی دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کی ذمّے داری بھی آپ کو مل گئی۔ چوں کہ آپ خوش خط کے بیٹے، خوش خط کے پوتے اور خود بھی خوش خط تھے، اس لیے حضور مفتیِ اعظم ہند نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی، اس طرح قاضی صاحب کو مفتیِ اعظم ہند سے فتویٰ نویسی سیکھنے اور فتاویٰ کی اصلاح لینے کا بھرپور موقع ملا؛ چنانچہ آپ کی خود اعتمادی کے پیشِ نظر مفتی محمد شریف الحق امجدی کے بعد حضور مفتیِ اعظم ہند نے رضوی مرکزی دارالافتاء کی پوری ذمّے داری قاضیِ ملّت کے حوالے کردی، تب سے آخری سانس تک آپ نے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری صاحب قبلہ کے زیرِ نگرانی بریلی شریف کے مرکزی دارالافتاء کے مرکزی مفتی کی حیثیت سے فتویٰ نویسی، اصلاحِ فتاویٰ، تصحیح نقول اور مفتیانِ کرام کی تربیت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یوں دیکھیے تو ۴۵ رسال سے زیادہ آپ نے ایک ذمّے دار مفتی کی حیثیت سے علمی زندگی کی تاریخ لکھی ہے اور تقریباً اسی وقت سے نو محلہ مسجد، بریلی شریف، کی امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

حضور مفتیِ اعظم ہند نے اپنے دور میں آپ کو صدر مفتی منتخب فرمایا تھا۔ اور فتویٰ نویسی میں قاضیِ ملت کی مہارت اور مدلّل و مبرہن مسائل ملاحظہ فرمانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت مفتیِ اعظم ہند نے آپ کی حیثیت کو مسلم قرار دیتے ہوئے فرمایا "اب آپ کے ہر مسئلے کو دیکھنا ضروری نہیں؛ جو اہم مسائل ہوں وہ دِکھالیا کریں۔"

چنانچہ مفتیِ اعظم ہند کے اصلاح شدہ، تصحیح شدہ اور دیگر فتاویٰ تقریباً ۱۵۰ ضخیم رجسٹرز میں درج ہیں جن کی تعداد لاکھ سے زائد ہے اور ماہ نامہ سنی دنیا میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ صدرالعلماء علامہ غلام جیلانی میر ٹھی کے حکم اور علامہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں کی خواہش کے مطابق ۱۹۷۱ء میں بحیثیت صدر مفتی دارالعلوم منظرِ اسلام میں آپ کی تقرری ہوئی جو اعلیٰ حضرت کا یادگار ادارہ ہے۔ آپ کے دور میں عہدۂ صدارت پر تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری، علامہ تحسین رضا خاں قادری اور مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی فائز رہے؛ جب کہ علامہ مفتی محمد احمد جہاں گیر صاحب شیخ الحدیث تھے اور آپ کے

ماتحت مفتیانِ کرام میں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور مفتی ریاض احمد سیوانی قابلِ ذکر ہیں۔ مذہبی منصبی ذمے داریوں میں تقریر، تدریس اور تحریر کے بعد سب سے مشکل کام اِفتا یا فتویٰ نویسی ہے جس میں بیدار مغزی، معاملہ فہمی، تبحرِ علمی، سوالات فہمی کے ساتھ محتاط، مستدلل اور مدلل جواب لکھنے کی مستحکم ارادی واجتہادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ جبھی ممکن ہے جب کسی جہاں دیدہ، بردبار، تجربہ کار، مشاق اور ماہر عالمِ دین مفتی کی تربیت حاصل رہی ہو تاکہ علمی لیاقت اور فنی صلاحیت کے ساتھ متعلقہ قوتِ فیصلہ اور جواب دِہ فتویٰ دینے کا عالمانہ عزم وو قار پیدا ہو جائے، چوں کہ قاضیِ ملّت براہ راست مفتیِ اعظم ہند کے تربیت واصلاح یافتہ ہیں، اس لیے ایک ماہر جزئیات اور میدانِ افتاء کے ماہر وممتاز عالمِ دین اور ڈیڑھ سوسالہ فقہ وفتویٰ نویسی کا مرکز دارالافتاء، بریلی، کے امین وترجمان مفتی کے زیرِ تربیت رہنے کی وجہ سے آپ بھی ماہر جزئیات تھے۔ اس لیے بڑے بڑے مفتیانِ کرام اور علمائے اہلِ سنتِ فقہی جزئیات سے متعلق سوالوں کے جواب آپ سے حاصل کرتے تھے۔ خاص طور پر مختلف فیہ فقہی واصولی مسائل میں آپ نہایت عمدہ فقیہانہ طرزِ تطبیق کے مطابق فیصلہ تحریر فرماتے جو دینی فقاہت کی اہم شناخت اور دلیل ہے۔ یہ خوبی بھی آپ کے اندر موجود تھی۔

اہم خدمات:

ردالمحتار، فقہِ حنفی کی ایک معروف ومستند کتاب ہے جس پر امام احمد رضا قادری محدث بریلوی نے حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے جد الممتار، اس حاشیے کو قاضیِ ملّت نے اپنے قیمتی اوقات دے کر نقل فرمایا ہے اور ضائع ہونے سے محفوظ کرلیا ہے۔ یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے: دو جلدیں شایع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں؛ جب کہ تین جلدیں قاضی صاحب کی حفاظت میں موجود تھیں، ممکن ہے اب اس کی طباعت واشاعت کی طرف توجہ دی جائے☆۔ آپ نے عالم گیری (کتاب الطلاق) مجموعۂ فوائد کتب فقہ وحدیث، حاشیہ فتح الباری، حاشیہ صحیح البخاری، حاشیہ عمدۃ القاری، حاشیہ ملاجلال، حاشیہ مواہب اللدنیہ، کے علاوہ کئی دیگر کتابوں کے حواشی اور مختصر رسائل کو بھی نقل کر کے خرد برد ہونے سے محفوظ کرلیا ہے "مسامرۂ مسائرہ" بھی انہی میں شامل ہے۔ یقیناً قاضی صاحب کا یہ ہم سبھی اہلِ سنّت پر عظیم علمی وفکری احسان ہے لیکن ہماری احسان شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی خدمات کو اُن کے نام کے ساتھ منظرِ عام پر لائیں ساتھ ہی مجدّدِ اعظم اسلام کے عظیم علمی وتحقیقی کارنامے کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آپ نے ذاتی دلچسپی کی بنیاد پر دینی کتابوں کی اشاعت وتشہیر وترویج کے لیے ۱۹۷۲ء میں اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف میں "قادری بک ڈپو" بھی قائم کیا جس کے زیرِ اہتمام اعلیٰ حضرت کے ۷۰ سے زائد رسائل شایع کر کے عوام وخواص کو رضوی خدمات سے روشناس کرایا۔ اس میں دین کی اشاعت بھی ہے اور مالی منفعت بھی۔ چنانچہ آج یہ اشاعتی و تجارتی ادارہ آپ کے صاحبزادے مولانا محمد رضاء الرحمٰن سنبھال رہے ہیں۔

زیارتِ حرمین شریفین:

۱۹۸۶ء میں آپ نے حج کی نیت سے زیارتِ حرمین شریفین کا مبارک ومسعود سفر فرمایا، علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ہمراہ تھے، اسی سال سعودی عرب کی وہابی حکومت نے تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں

ازہری میاں صاحب قبلہ کو حج کرنے سے روک دیا پھر جیل بھیج دیا۔ جس وقت حضرت ازہری میاں کی گرفتاری ہوئی اس وقت علامہ تحسین میاں اور قاضیِ ملّت مدینۂ منورہ میں تھے۔ اس طرح آپ نے صرف ایک مرتبہ حج فرمایا، حرمین شریفین کی زیارت فرمائی۔

بیعت و خلافت:

۱۶ر ربیع الاول ۱۳۸۶ھ کو قاضیِ ملّت نے حضور مفتیِ اعظم ہند کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۲۲ر رجب المرجب ۱۳۸۶ھ کو مفتیِ اعظم ہند نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی اور جملہ احادیثِ کتب، کتبِ فقہِ حنفی، اِفتا، جملہ مشاغلِ رضویت و قادریت اور سبھی اوراد و ، وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ آپ کو حضور مفتیِ اعظم سے پہلے اپنے خاندانی سلسلۂ طریقت نقشبندیہ فضلِ رحمانیہ میں بھی اجازت حاصل تھی۔ آپ کے خلفا میں چند کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی (۲) مفتی محمد مظفر حسین قادری کٹیہاری (۳) مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی چھپروی (۴) مفتی محمد احسن رضوی مظفرپوری (۵) مفتی محمد یونس رضا اویسی گریڈیہی جھارکھنڈی (۶) مفتی محمد الطاف حسین رضوی چشتی خانقاہ سبحانیہ شیخن پورہ، لکھیم پور کھیری، یوپی۔

عقدِ مسنون اور اولاد:

۳ر ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ کو آپ کا عقدِ مسنون ہوا۔ آپ کے پانچ صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں ہیں اور سبھی باحیات ہیں۔ بڑے صاحبزادے محمد ریاض الرحمٰن جدہ میں ملازم ہیں، دوسرے محمد رضاء الرحمان جو قادری بک ڈپو سنبھالتے ہیں، تیسرے غلام مرتضٰی صاحب جو جامعۃ الرضاء بریلی شریف، میں باضابطہ انگلش کے استاذ اور عملاً کلرک بھی ہیں۔ چوتھے غلام مجتبیٰ گھریلو ذمے داریاں نبھاتے ہیں اور پانچوے محمد محبوب الرحمٰن صاحب دہلی کی کسی کمپنی میں اکاؤنٹنٹ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعتِ اہلِ سنت کو قاضی صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے، قاضی صاحب کو کروٹ کروٹ جنّت عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

(بہ شکریہ ماہنامہ ''کنزالایمان''، دہلی، اکتوبر ۲۰۱۰ء)

☆۔ دارِ اہلِ سنّت، کراچی اور مکتبہ المدینہ، کراچی سے اس کی چار جلدیں شایع ہو چکی ہیں۔ ندیم احمد ندیم قادری نورانی۔

دور و نزدیک

ترتیب و پیشکش: محمد شاہنواز قادری

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری، لاہور:

آپ نے ختم چہلم شہدائے داتا دربار علیہ الرحمۃ کی رپورٹ تحریر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ رمضان المبارک کی گوناگوں مصروفیات کے باعث بروقت تحریر نہ کر پایا۔ اب صرف حکم کی تعمیل کے لیے یہ سطور تحریر کر رہا ہوں۔ معارف میں بوجہِ تاخیر شامل نہ بھی ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔

"سنی اتحاد کونسل نے شہداے داتا دربار کے ختم چہلم پر قومی امن کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا تھا۔ پنجاب کے طول و عرض میں اشتہارات بینرز اور اخباری اشتہارات کے ذریعے اس کانفرنس کی بھرپور تشہیر کی گئی تھی۔ آخر آٹھ اگست بوقت ۲ بجے دن انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور وہ مبارک گھڑی آن پہنچی جب قرب وجوار اور دور دراز سے عاشقانِ رسول کے قافلے داتا دربار پہنچنا شروع ہوگئے۔ سامعین کی کثیر تعداد کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کانفرنس داتا دربار کے باہر چوک میں ہوگی۔ لہٰذا دربارِ داتا گنج بخش کے گیٹ کے باہر چوک میں کنٹینر رکھ کر اسٹیج تیار کیا گیا تھا جس پر کم و بیش ایک ہزار علماے کرام تشریف فرما تھے۔ پنڈال جو تین سڑکوں اور ایک باغ پر مشتمل تھا ہزاروں سنیوں سے بھرا پڑا تھا۔ اور اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگ دامانی کا اظہار کر رہا تھا۔ چونکہ اسٹیج بہت بلند تھا اسی لیے دربار شریف کے احاطے میں بھی ہزاروں عاشقانِ رسول علماے کرام کی زیارات اور خطابات کی سماعت کر رہے تھے۔

تلاوت و نعت سے محفل کا آغاز ہوا ہی تھا کہ بارش برسنا شروع ہوگئی۔ وقتی طور پر کچھ پریشانی ہوئی۔ لیکن بارش جلد ہی تھم گئی۔ ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے علماے کرام خطابات فرما رہے تھے۔ سبھی کے نام اور خطابات کا خلاصہ یہاں لکھنا ممکن نہیں۔ اہم افراد میں علامہ سید محفوظ الحق شاہ مشہدی، ثروت اعجاز قادری، علامہ سید ریاض حسین شاہ، صاحبزادہ خالد سلطان (بلوچستان)، ڈاکٹر محمد اشرف جلالی، پیر محمد افضل قادری، سید محمد حبیب عرفانی، حاجی حنیف طیب، کے نام شامل ہیں۔ پیر محمد افضل قادری نے یہ انکشاف کر کے سبھی کو حیران کر دیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں خود حکومت مخلص نہیں ہے۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر امریکہ سے رقم وصول کرتی رہے۔ ادھر دہشت گردوں کو بھی امریکہ رقم اور اسلحہ اس لیے فراہم کر رہا ہے کہ پاکستان کمزور ہو جائے۔

علماے کرام کے خطابات جاری تھے۔ اور سنیوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اپنے محبوب قائد صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم کا منتظر تھا۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم کی تشریف آوری کا مائک

پر اعلان ہوا۔ تمام سامعین بہر استقبال کھڑے ہو گئے اور پنڈال کافی دیر تک مردِ مجاہد مردِ عظیم، حاجی محمد فضل کریم کے پر جوش نعروں سے گونجتا رہا۔ حاجی محمد فضلِ کریم مسند صدارت پر جلوہ گر ہوئے۔ حاجی محمد حنیف طیب نے تمام افراد کا شکریہ ادا کیا اور یہ بتایا کہ بارش کی وجہ سے بہت سے قافلے پہنچ نہیں پائے۔ ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حاجی محمد فضلِ کریم نے اپنے مجاہدانہ خطاب میں مرکزی اور صوبائی حکومت کو سخت سست کہا۔ اور واشگاف الفاظ میں یہ واضح کر دیا کہ حکومت کی یہ بھول ہے کہ اہلِ سنّت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب بزرگ قدوۃ السالکین حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری کے دربارِ اقدس کی بے حرمتی کو بھول جائیں گے۔ ایسا ہر گز نہیں ہو گا بلکہ جب تک دربار شریف کی بے حرمتی کرنے والے ان کے سرپرست، ان کو اسلحہ اور رقم دینے والے افراد کو سزا نہیں دی جاتی اس وقت تک اہلِ سنّت سکون کا سانس نہیں لیں گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اب ہم حکومت سے مطالبات کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ بلکہ خود اقتدار میں آکر دہشت گردوں کو پکڑیں گے۔ آئندہ انتخابات میں دہشت گردوں اور امن پسندوں کے درمیان اولیاء اللہ سے محبت کرنے والوں اور ان کے گستاخوں کے درمیان مقابلہ ہو گا۔ انھوں نے کہاں کہ مجھے دھمکایا جا رہا ہے کہ طالبان کی مخالفت سے باز آجاؤں لیکن میں داتا علی ہجوہری کی چوکھٹ پر یہ عہد کرتا ہوں کہ آخری سانس تک دہشت گردوں کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ حاجی صاحب کا خطاب جاری تھا کہ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجوہری کے گنبد کے عین اوپر آسمان پر سرکارِ دوعالم ﷺ کا نام نامی اسمِ گرامی "محمد" ﷺ ظاہر ہوا۔ تمام عاشقانِ رسول اپنی نشتوں پر کھڑے ہو گئے اور یہ ایمان افروز منظر دیکھا۔ اس وقت سامعین کے جذبات کا عالم دیدنی تھا۔ آخر میں حاجی صاحب نے سنّی اتحاد کونسل کو سیلاب زدگان کی بھرپور امداد کرنے کا حکم دیا اور سیلاب کی وجہ سے ہی لاہور سے اسلام آباد تک ۱۱ اکتوبر کو لانگ مارچ کرنے کا اعلان کیا۔ درود و سلام اور پیر سید مظہر سعید کاظمی کی دعا پر یہ عظیم الشان اجتماع ختم ہوا۔

محمد رفیق منگلا، سرگودھا:

میں تقریباً چھبیس سال سے نیوٹن کے قانون تجاذب پر ریسرچ کر رہا تھا۔ الحمد للہ کہ اب میں "فوزِ مبین در رد حرکتِ زمین" سے استفادہ کرتے ہوئے اور حضرت سخی سلطان باہو صاحب کے فیض سے مستفید ہوتے ہوئے اپنے مقصد میں بفضل خدا اور اُس کے حبیب کے طفیل کامیاب ہو چکا ہوں۔ یہ امام احمد رضا صاحب پر ہی کام ہے۔ کیونکہ امام احمد رضا خان صاحب ۱۹۱۹ء میں نیوٹن کے قانونِ تجاذب کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔ بلکہ میرا کام تو اُن کے دلائل و ثبوت کی تصدیق ہے۔

جناب عالی! میں ۱۰ ستمبر کے بعد یعنی عید کے بعد اپنے کام کی سرگودھا یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان و دیگر فزکس کے ماہرین سے اُن کی رائے لوں گا۔ پھر لاہور پنجاب یونیورسٹی شعبہ فزکس کے پروفیسر صاحبان و دیگر فزکس ماہرین سے اُن کی رائے لینے کے بعد اسلام آباد قائد اعظم یونیورسٹی، NUST یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر صاحبان کی جلد از جلد رائے لے کر اسی ستمبر میں کتاب چھپوانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ۔